رجسٹرڈ نمبر ایل ۶۷

جلد ۱۱ || ۵ اخاء ۱۳۴۰ ہش ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۸۱ھ ۵ اکتوبر ۱۹۶۱ء || نمبر ۴۰

اخبار احمدیہ

ربوہ ۲۹ ستمبر (بوقت ۱۱½ بجے صبح قبل دوپہر) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ آج کی رپورٹ مظہر ہے کہ کل حضور کی طبیعت نسبتاً بہتر رہی شام کے وقت کچھ بے چینی ہو گئی۔ نقرس کی تکلیف کو اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت فرق ہے۔ رات نیند بہتر آئی۔ اس وقت طبیعت اچھی ہے۔

احباب جماعت حضور کی شفائے کامل و عاجل اور کام والی لمبی زندگی کے لئے خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

قادیان ۳ر اکتوبر۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ بخیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

دہلی کے جلسہ عید میلاد النبی صلعم میں ڈاکٹر تاراچند صاحب کی تقریر

عبادات اسلامی کی حکمت اور فلاسفی

(۱)

از مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی انچارج احمدیہ مسلم مشن مدراس

جلسہ عید میلاد النبیؐ دہلی

(اخبار "الجمعیۃ" رپورٹ شائع شدہ)

رپورٹ سے معلوم ہوا کہ مورخہ ۵ ستمبر کو نئی دہلی کے سپرو ہاؤس میں عید میلاد النبی صلعم کا ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں مسلم اور غیر مسلم مقررین نے سیرۃ النبیؐ صلعم کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ ہندوستان کے مشہور غیر مسلم مورخ جناب ڈاکٹر تاراچند صاحب نے بھی اس جلسہ میں تقریر کی۔ آپ نے اپنی تقریر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے اس انقلاب عظیم کا تذکرہ کیا۔ جو حضور اکرم صلعم کے پیغام توحید سے سوسائٹی میں پیدا ہوا۔ اور ان تقاریر میں آپ نے اسلام کے اس اثر کا بھی ذکر کیا۔ جو اس نے دنیا کے تہذیب و تمدن پر ڈالا ہے اس ضمن میں ڈاکٹر صاحب بیان کیا کہ

"اس زمانہ میں فلسفہ تصوف فقہ اور سائنس غرضیکہ کوئی شعبہ ایسا باقی نہیں رہا جس نے اسلامی دور میں ترقی نہ کی ہو۔ اٹھارویں صدی میں جمود کا زمانہ آیا۔ لیکن اب پھر ہیجان پیدا ہو رہا ہے۔ ایک انقلابی ذہنیت ابھر رہی ہے۔ اور اصلاحی اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ اصلاحی اقدامات کیا ہو سکتے ہیں...... آج کل سائنسی اور معروف دنیا میں مسلمانوں کو اس بات پر غور کرنا چاہیئے۔ کہ کیا وہ

پرانے اسلوب کی تقلید ہی کرتے رہیں گے۔ یا مذہب میں موجودہ حالات کے مطابق اصلاحات کریں گے مثلاً

یہی کہ اس بات پر غور کرنا چاہیئے۔ کہ موجودہ حالات میں کیا مناسب ہوگا۔ یہ کہ پانچ وقت ہی نماز ہے۔ یا یہ کہ پورے ایک ماہ

کے ایسے حالات میں روزے رکھے جائیں۔ جبکہ صنعت و حرفت میں کافی ترقی ہو چکی ہے اور مزدور کو محنت سے تمام کرنا ہوتے ہیں۔ اس ضمن میں ڈاکٹر تاراچند نے سرسید احمد مرحوم سید امیر علی اور علامہ اقبال کے نام لئے۔ جنہوں نے بڑی اصلاحات کی طرف اقدام کیا اور کوشش کی کہ مذہبی معاملات میں نئے خیالوں سے انطباق کیا جائے"

(الجمعیۃ دہلی ۷ ستمبر ۱۹۶۱ء)

ڈاکٹر تاراچند کی تقریر پر تنقید

اخبار "الجمعیۃ" کی رپورٹ سے ہی مظہر ہے۔ کہ اس جلسہ میں مولانا حفظ الرحمن صاحب نے ڈاکٹر تاراچند کی اصلاحی تجاویز کا اصولی اور مختصر جواب دیا۔ اور کہا کہ

"اسلام نے اپنے اندر ایک بڑی لچک رکھی ہے۔ اور اس میں موجودہ حالات سے مطابقت پیدا کرنے کی کافی گنجائش ہے۔ لیکن اس کے بنیادی اصول اپنی جگہ پر اٹل ہیں۔ نماز، روزہ، [illegible] زکوٰۃ۔ یہ بنیادی ارکان ہیں۔ اس میں کسی قسم کی تبدیلی قطعی طور پر اسلام سے انحراف ہے"

(الجمعیۃ ۷ ستمبر ۱۹۶۱ء صفحہ ۳)

مگر ضرورت ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ ڈاکٹر تاراچند کی اصلاحی تجاویز کا تفصیلی جائزہ لیا جائے۔ اور اسلامی عبادات کے فلسفہ و حکمت کو واضح کیا جائے۔

مکمل ضابطہ حیات

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اور وہ مادیت اور روحانیت کا بہترین امتزاج ہے زندگی کے ہر پہلو میں انسان کی صحیح رہنمائی کرنے والا دین ہے۔ شریعت اسلامیہ ایک عالمگیر اور مکمل شریعت ہے جو ایسی تعلیمات پر مشتمل ہے جو تاقیامت [illegible] ہی مخالفین اسلام کی [illegible] کا نشانہ بنا رہا ہے۔ مگر بفضلہ تعالیٰ وہ اپنے اتحاد

اکرا (غانا) میں بھارتی وزیر خزانہ شری مرارجی ڈیسائی کی خدمت میں قرآن کریم مع انگریزی ترجمہ کی پیشکش

(از مکرم قریشی محمد منیر الدین صاحب مبلغ انچارج مغربی افریقہ)

اکرا (غانا مغربی افریقہ) ۲۵ ستمبر گذشتہ دنوں بھارت کے وزیر خزانہ شری مرارجی ڈیسائی غانا کے صدر مقام اکرا میں منعقدہ کامن ویلتھ فنانس منسٹرز کانفرنس میں شمولیت کی خاطر یہاں تشریف لائے تھے۔ اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ کی خدمت میں قرآن کریم کے مقدس تحفہ کی پیشکش کا پروگرام بنایا گیا۔ چنانچہ مسٹر خوب چند صاحب انڈین ہائی کمشنر کے ہاں یہ مقدس تقریب نہایت سادہ طریق پر آج عمل میں آئی جبکہ خاکسار کے ساتھ سابق مبلغ جرمنی مکرم مرزا لطف الرحمان صاحب بھی اس جگہ حاضر تھے۔ سب سے پہلے خاکسار نے مختصر ایڈریس پڑھا بعدہ قابل احترام وزیر صاحب کی خدمت میں قرآن کریم کا مقدس تحفہ پیش کیا جسے موصوف نے بڑے ادب و احترام کے ساتھ وصول کیا۔ اور اس پیشکش پر آپ نے جماعت کا شکریہ ادا کیا اور مطالعہ کا وعدہ کرتے ہوئے بتایا کہ انہوں نے ایک دفعہ جیل میں قرآن کریم کا مطالعہ کیا تھا۔ پڑھے گئے ایڈریس کا اردو ترجمہ مندرجہ ذیل ہے:۔

بخدمت شری مرارجی ڈیسائی صاحب وزیر خزانہ ہندوستان۔ حال اکرا۔ غانا مغربی افریقہ

محترم جناب! جیسا کہ آپ کو علم ہے مجھے اکرا میں احمدیہ جماعت کا نمائندہ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ اسلام جو ایک عربی لفظ ہے اس کے معنے "امن" کے ہیں یہی وجہ ہے کہ اپنی ابتداء سے ہی یہ امن کا مذہب ہے۔ اور ہر سچا مسلمان خدا تعالیٰ کے لئے اور اپنے ہم نوع انسان سے امن و اتحاد کے لئے کوشاں رہتا ہے۔

قرآن کریم کے انگریزی ترجمہ میں جو میں آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں ایسی آیات ہیں جن میں یہ بیان فرمایا گیا ہے کہ دنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں جس میں کوئی مصلح اور ہادی مبعوث نہیں ہوا۔ اسی لئے ہر مسلمان مذہبی طور پر پابند ہے کہ مذہبی پیشوایان کی جن میں شری کرشن جی۔ شری رامچندر جی بھی شامل ہیں کی عزت و تکریم کرے۔ اس طرح پر اسلام مذہبی مفاہمت رواداری اور پائیدار امن کی بنیاد رکھتا ہے۔

خدا تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اس کے احکام کو بجا لائیں اور عالمگیر اخوت کی فضا پیدا کریں۔ ان الفاظ کے ساتھ میں قرآن کریم کا ایک نسخہ جماعت احمدیہ غانا اور اس کے چالیس ہزار افراد کی طرف سے پیش کرتا ہوں۔

آپ کا مخلص:۔ ایف۔ ایم۔ قریشی مبلغ انچارج اکرا

ملک صلاح الدین پرنٹر و پبلشر نے جامعہ احمدیہ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

و شرائع کی حکمت کی وجہ سے دوسرے ادیان کی تعلیمات پر غالب رہا ہے۔ اور بالآخر نا قدینِ اسلام کو بھی با دلِ نخواستہ اُس کے محاسن فضائل کا اقرار کرنا پڑا ہے۔ خود اس تقریب کے مقرر جناب ڈاکٹر تارا چند اپنی کتاب

"Influence of Islam"

میں اسلام کی اس خوبی کے یُوں معترف ہیں۔ کہ

(۱) "اسلام دنیا کے پردہ پر اپنے سادہ عقائد۔ بہترین تعلیمات اچھی عبادات اور جمہوری نظریات کے حامل سوشل نظام کو لے کر ظاہر ہوا"۔ (صفحہ ۳۷)

(ب) "آنحضرت صلعم جس دین کی تبلیغ کرتے تھے۔ وہ سادہ تھا۔ عقائد اور عبادات بہت تھوڑی تھیں حسب آیتِ قرآنی کہ "خدا تمہارا بوجھ ہلکا کرنا چاہتا ہے"۔ بنیادی عقائد میں توحید الٰہی۔ اور عبادات میں روزانہ کی نمازیں۔ روزے۔ صدقہ و خیرات۔ حج اور رسالت (محمدیہ) پر ایمان ہے۔ اور سوشل اعتبار سے مساوات اور اخوتِ اسلامی کی پُرکشش تعلیم اور "پریسٹ ہڈ" کلاس (علماء) کے اقتدار کو ختم کرنا) کا اُڑا دینا ہے"۔ (صفحہ ۔۔)

اسلامی تعلیمات پر عمل اور اُس کے شاندار نتائج

اسلامی نظام قرآن مجید اور اُسوۂ رسول صلعم کی شکل میں ظاہر ہوا۔ نظریاتی تعلیمات عمل میں آئیں۔ اور تھوڑے سے ہی عرصہ میں مسلمان دین و دنیا کے رہبر بن گئے۔ اور انہوں نے دیگر نظاموں کو شکست دے کر اُن کی جگہ پر اسلامی نظام کو قائم کیا اور یہ نظام ہر پہلو سے کامیاب ثابت ہوا۔

مسلمان دنیوی امور کی انجام دہی کے ساتھ ساتھ دینی فرائض کو بھی بجا لاتے رہے۔ اور دین و دنیا کی برکات سے متمتع ہوتے رہے۔ یہ تاریخ کا ایک شاندار ورق ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ "انتم الاعلون ان کنتم مؤمنین" ایک مژدہ جانفزا تھا۔ جب تک مسلمان صحیح معنوں میں مسلمان (مؤمن) رہے کامیابی و کامرانی اُن کے قدم چومتی رہی۔

اسلام کا ابتدائی دور تو انتہائی کٹھن اور مشکلات و مصروفیات سے پُر تھا۔ چو طرفہ خطرات سے محصور لوگ اپنے خانگی سماجی اور قومی فرائض کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ نہایت ہی جوش و ولولہ سے دینی و روحانی احکام کی تعمیل کرتے تھے جس کا نتیجہ دینی و دنیوی کامیابی تھا۔ عباداتِ اسلامی کبھی اُن کے لئے بوجھ ثابت نہیں ہوئیں۔ وہ بادشاہ اور حاکم تھے مگر نمازیں پڑھتے تھے۔ وہ فوجی تھے مگر میدان کارزار میں بھی عبادتِ الٰہی میں مصروف رہتے تھے۔ وہ تاجر و پیشہ ور تھے مگر وہ نمازیں پڑھتے اور روزے رکھتے تھے۔ اور ان عبادات کے بجا لانے میں روحانی لذت و سرور پاتے تھے۔

کیا یہ حقیقت نہیں کہ آج سائنسی اور مشینی دور میں ہم کو جو سہولتیں اور آسائشیں حاصل ہیں۔ وہ اُس ابتدائی دور کے لوگوں کو حاصل نہ تھیں۔ وہ بیکاروں اور سپاہیوں کی دنیا نہ تھی۔ اُن لوگوں کو تو ہم سے بڑھ کر اپنی ضروریات کی فراہمی اور ملکی اور قومی امور کی انجام دہی میں مشغول رہنا پڑتا تھا۔ مگر پھر بھی وہ لوگ احکام اسلامی کی تعمیل اور عبادات کی بجا آوری کو کبھی بوجھ محسوس کرتے ہوئے کسی تخفیف و رعایت کے طالب نہ ہوئے بلکہ ان کا دینی امور میں استغراق اور دنیوی امور میں جد و جہد کرنا اُن کو دین و دنیا میں کامیاب و سرفراز کر گیا۔

عباداتِ اسلامی میں اصلاحی تجاویز کا پس منظر

جہاں تک افہام و تفہیم کا تعلق ہے ہر زمانہ کا مزاج بالکل مختلف ہوتا ہے۔ کسی صداقت کو پرکھنے یا مذہب کو جانچنے کا معیار چند صدیوں سے قبل اور تھا۔ اور آج بالکل بدل گیا ہے۔ سائنسی صنعتی اور اقتصادی ترقی کے موجودہ دور میں مذہب کی سچائی کا معیار بالکل اور ہے۔ آج دنیا کی اکثریت مادہ پرست بن چکی ہے۔ اور آیت قرآنی "ضل سعیھم فی الحیوۃ الدنیا وھم یحسبون انھم یحسنون صنعا" (الکہف) کہ (آخری زمانہ میں) لوگوں کی کوششیں اور جد و جہد تمامتر دنیوی امور کے لئے ہی ہوگی۔ اور وہ اپنی جگہ پر ایسے پروگرام پر نازاں و فرحاں ہوں گے کہ ہم بہترین کام کر رہے ہیں کی تصدیق ہو رہی ہے۔

تو اس زمانہ میں یہ سوال کیا جا رہا ہے کہ جب اس صنعتی دور میں انسان کا ایک ایک منٹ قیمتی ہے۔ پانچ نمازوں پر وقت کو کیوں ضائع کیا جائے۔ اور جو لوگ روزہ رکھتے ہیں اُن کے کام کی رفتار بوجہ کمزوری دھیمی پڑ جاتی ہے۔ کیونکہ وہ کام کے نصف اوقات آرام کرنے میں بسر کر دیتے ہیں۔ اس طرح ملک کی پیداوار اور قومی معیشت کی مقدار کم ہو جاتی ہے۔ گویا ڈاکٹر تارا چند کی اصلاحی تجاویز کا بھی یہی پس منظر ہے۔ کہ جب اس صنعتی اور پیداواری زمانہ میں لوگوں کے پاس وقت نہیں۔ اور وہ کارخانوں۔ دفاتر یا زرعی فارموں میں مصروف بکار رہتے ہیں۔ تو عبادت کے طور و طریق کو بھی بدل دینا چاہیئے۔ تا کہ مذہب کے نظریات اور اصول معاشیات میں تصادم نہ ہو۔ اور روحانیت اور مادیت میں سمجھوتہ ہو سکے۔ الغرض اس سائنسی دور میں اسلامی عبادات کو بھی اقتصادی معیار پر جانچا جا رہا ہے۔ غیر مسلم حضرات تو کیا خود مسلمانوں میں سے بعض لوگوں کی طرف سے بھی اسلامی احکام کے کسی نہ کسی پہلو پر نظر ثانی یا ترمیم کرنے کی تجاویز پیش ہوتی رہی ہیں جن میں سے بعض کا ذکر تو ڈاکٹر تارا چند نے اپنی تقریر میں کیا۔ اس کے علاوہ اس ضمن میں مولانا عبید اللہ صاحب سندھی کا کام بھی قابل ذکر ہے۔ حال ہی میں جناب علی اصغر فیضی سابق وائس چانسلر کشمیر یونیورسٹی نے ایک کتاب بعنوان "اسلام پر نظر ثانی کی ضرورت" شائع کی ہے۔

مان لیا کہ آج دنیا بدل چکی ہے۔ پرانے نظاموں کی جگہ نئے نظاموں نے لے لی ہے۔ نظریات بدل گئے ہیں۔ زندگی کا نقطۂ نظر بدل گیا ہے۔ اخلاقی اور سماجی اقدار بدل گئی ہیں۔ تہذیب و تمدن کا مفہوم بدل گیا ہے۔ مگر اس تبدیلی کی وجہ مادیت کا غلبہ۔ مذہب سے بیگانگی سامان آرام و آسائش کی فراوانی اور الحاد و دہریت کی روز افزوں ترقی بھی ظاہر و باہر ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ ہم ان بدلے ہوئے حالات میں احکاماتِ اسلامی کا ایسا فلسفہ اور حکمت بیان کرتے کہ جس سے مادہ پرست بھی متاثر ہو کر روحانیت کی طرف مائل ہوتے اور وہ اسلام کے محاسن و فضائل سے نہ صرف آگاہ ہوتے بلکہ "حلقہ بگوشِ اسلام" ہونے کی سعادت حاصل کرتے۔ مگر ہوا یہ کہ بعض مغربیت زدہ مفکرین اور فلاسفر (جو روحانیت کی چاشنی سے محروم تھے) احساس کمتری اور مرعوبانہ ذہنیت کی وجہ سے اسلامی تعلیمات و عبادات میں ہی تبدیلی و ترمیم کی تجاویز پیش کرنے پر فخر کرتے ہیں۔ ایک زمانہ تھا کہ جس مفسر قرآن کو کسی آیت قرآنی کا مفہوم سمجھ میں نہ آیا۔ اور وہ بظاہر دو آیتوں کے متخالف مضمون میں تطبیق نہ دے سکا۔ تو اُس نے آیتِ قرآنی کو منسوخ قرار دے دیا۔ مگر اپنی کمیٔ علم کا اعتراف نہ کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بعض مفسرین نے پانچ سو سے زائد آیات کو منسوخ قرار دے دیا۔ اگر ہر ایک مفسر ہمت و حوصلہ کر کے یہ کہہ دیتا۔ کہ میں ان آیاتِ قرآنی میں بوجہ کمیٔ علم تطبیق نہیں دے سکا تو عقیدۂ "ناسخ و منسوخ" امت میں پیدا نہ ہوتا اسی طرح آج اگر وہ مسلمان فلسفی جو مغربی فلسفہ اور تہذیب و تمدن سے متاثر ہیں۔ شرعی اور روحانی امور میں اپنی کم مائیگی کا اعتراف کر لیں۔ اور صاف کہہ دیں کہ ہم پر احکام و عباداتِ اسلامیہ کا پورا فلسفہ نہیں کھلا۔ کیونکہ ہم اس روحانی کوچے سے آشنا نہیں۔ تو کوئی مسئلہ کی بات نہیں۔ اس اقرار و اعتراف کا اثر صرف چند شخصیتوں پر ہی پڑیگا۔ اگرچہ اسلام کی پُر حکمت تعلیمات پر اس کا کچھ اثر نہ ہوگا۔ مگر ایسے مسلمان مدبرین کی طرف سے اسلامی تعلیمات و عبادات میں ترمیم و تبدیلی کا مطالبہ عارضی طور پر غیر مسلمین کی نگاہ میں اسلامی تعلیمات کی شوکت و عظمت اور ضرورت و حکمت کی قدر کو کم کرنے کا باعث ہوگا۔ ورنہ اسلام کی خصوصیت تو یہ ہے کہ وہ ہر دور کی ترقی سے آگے رہتا ہے۔ اور ہر زمانہ کے معیار پر پورا اُترتا ہے۔ اور انشاء اللہ اس سائنسی اور اقتصادی ترقی کے دور میں بھی وہ آگے ہی رہے گا۔ کیونکہ وہ دین قیّم ہے جس کی تعلیمات عالمگیر اور مستقل رہنے والی ہیں۔ اُس کی برکات کے شیریں پھل چکھنے والے صالحین و ابرار ہر دور میں رہتے ہیں۔ انسان جسم و روح کا مرکب ہے۔ اُس کے روحانی و جسمانی تقاضوں اور ضروریات کو پورا کرنے کے صحیح ذرائع بتانے والی تعلیم مذہب کہلاتی ہے۔

مادیت اور مذہب کے مختلف نقطہ ہائے نظر

مذہب کا مقصد یہ ہے کہ جو قویٰ اور ملکات فطرۃً انسان کے اندر موجود ہیں۔ اُن کو اپنے محل اور موقعہ پر لگانے کے لئے رہبری کرے۔ مذہب کی جڑ خداشناسی اور معرفت نعماء الٰہی ہے اور اُس کی شاخیں اعمال صالحہ اور اُس کے پھول اخلاق فاضلہ ہیں۔ اور اُس کا پھل برکات روحانیہ اور نہایت لطیف محبت ہے جو رب اور اُس کے بندہ میں پیدا ہو جاتی ہے۔ اور اس پھل سے متمتع ہونا روحانی تقدس اور پاکیزگی کا مستحق ہونا ہے۔ اب وہ شخص جو خدا پرست ہے اور اچھے اور بُرے اعمال کی جوابدہی پر یقین رکھتا ہے۔ اُس کا نقطۂ نظر زندگی کے بارہ میں بالکل مختلف ہوگا۔ اُس مادہ پرست سے جس کا نظریہ حیات محض دنیا ہی دنیا ہے اور روح کے تقاضے اُس کی نگاہ سے اوجھل اور یہ ایک حقیقت ہے کہ انسان کی زندگی اُس کے اپنے نقطۂ نظر سے بنتی ہے ایک مادہ پرست نظام ناچ گانے اور کلچرل پروگراموں پر وقت اور روپیہ دونوں ضائع کریگا اور پھر بھی سمجھے گا کہ اُس نے بڑا کارنامہ انجام دیا ہے لیکن اگر ایک خدا پرست اپنے چند منٹ خدا کی عبادت میں صرف کر دیگا تو اُس کو اقتصادی نظام میں ابتری پھیلانے کا الزام دیا جائیگا۔ اور اس کی عبادت کا وقت بیکاری میں شمار کیا جائے گا۔ حالانکہ بسا اوقات ایک مذہبی انسان کو عبادت الٰہی میں جو تسکین روح اور طمانیت قلب حاصل ہوتی ہے وہ ایک کلچرل پروگرام کے شیدائی مادہ پرست کو حاصل نہیں ہوتی۔ اسی طرح مادہ پرست نظام ایٹم بم کی تیاری اور اسلحہ کی دوڑ میں اربوں روپیہ صرف کریگا جس سے انسانیت کی تخریب و بربادی عمل میں آتی ہے اور اس ایجاد پر فخر و ناز کریگا لیکن اگر ایک مذہبی انسان اخلاقی و روحانی اقدار کی بلندی کیلئے چند منٹ صرف کریگا یا عملاً چند روپے چندہ میں دیدیگا تو مادہ پرست نظام اسے دولت کا ضیاع قرار دیگا کیونکہ اُس کی نگاہ میں روحانیت کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ پس نقطۂ نگاہ کی تبدیلی سے ہر شخص کے فعل اور اُس کے نتائج کی نوعیت بالکل بدل جائے گی چونکہ مادیت کا غلبہ بعض مسلمان ذہنوں کو بھی متاثر کر رہا ہے اسلئے بعض مسلمان بھی اسلامی تعلیمات میں تبدیلی کے خواہاں نظر آتے

خطبہ جمعہ

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ۝

کامیابی حاصل کرنیکے لئے ضروری ہے کہ انسان تذلّل اور انکسار اختیار کرے

یہ ناممکن ہے کہ کوئی شخص صحیح رنگ میں جدوجہد کرے اور پھر اُسے ناکامی ہو

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ ۱۰ نومبر ۱۹۳۶ء بمقام محمود آباد سندھ

تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے قرآن کریم کی آیت کی تلاوت فرمائی کہ

قد افلح المؤمنون الذین
هم فی صلاتهم خاشعون

اس کے بعد فرمایا

دنیا میں کئی لوگ

شکوہ کیا کرتے ہیں

کہ وہ اپنے مقاصد میں کامیاب نہیں ہوتے اور ان کی محنتیں ضائع چلی جاتی ہیں۔ ایسے لوگ ہمیں دنیوی کام کرنے والوں میں بھی دکھائی دیتے ہیں۔ اور دینی کام کرنے والوں میں بھی دکھائی دیتے ہیں۔ دنیوی زندگی کو مطمح نظر قرار دینے والوں سے بھی بعض شکوہ کیا کرتے ہیں۔ کہ ان کے کاموں کا انفرادی یا قومی رنگ میں کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوتا۔ اور دینی کام کرنے والوں میں سے بھی بعض لوگ شکوہ کیا کرتے ہیں کہ وہ نمازیں پڑھتے ہیں۔ روزے رکھتے ہیں۔ زکوٰۃ دیتے ہیں۔ استطاعت پر حج بھی کرتے ہیں۔ ذکر الٰہی بھی کرتے ہیں سچائی اور دیانت سے بھی کام لیتے ہیں۔ لیکن وہ ان کا کوئی غیر معمولی اثر اپنے اندر محسوس نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں انہی ناکامیوں کے پیش نظر بعض گُر بیان فرمائے ہیں جن کو مدنظر رکھنے سے انسان دینی و دنیوی طور پر کامیاب و بامراد ہو جاتا ہے۔ اور اس کے

کاموں کا صحیح نتیجہ

برآمد ہونے لگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قد افلح المومنون الذین
هم فی صلاتهم خاشعون

وہ مومن کامیاب ہوگئے۔ جو اپنی نمازوں میں خشوع خضوع سے کام لیتے ہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے خیالات کی تردید کی ہے۔ جو کہتے ہیں کہ ہم کام تو کرتے ہیں مگر ہمیں ملتا کچھ نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ ناممکن ہے کہ کوئی شخص خدا تعالیٰ کے قرب کے حصول کے لئے صحیح رنگ میں جدوجہد کرے اور پھر اسے ناکامی حاصل ہو۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ایک

مخلص اور مومن بندے

کا ایمان تقاضا کرتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی عبادت کسی انعام کے لالچ میں نہ کرے بلکہ عبودیت کو اپنے فرائض منصبی میں شمار کرے۔ مگر اس کے یہ معنے بھی نہیں کہ اللہ تعالیٰ سے کسی اچھے نتیجہ کی امید نہ رکھی جائے۔ جس بات سے روکا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ جتنا انعام ملے گا اتنی ہی ہم عبادت کریں گے۔ وہ عالم الغیب ہستی ہے انسان کو چاہیئے کہ اپنا معاملہ اس پر چھوڑ دے اور صدق دل سے اس کی عبادت کرتا چلا جائے۔ پھر اللہ تعالیٰ جس رنگ میں چاہے گا اُسے اپنے انعامات سے حصہ عطا فرمادے گا۔ ورنہ اگر خدا تعالیٰ سے کسی ثواب کی امید ہی نہ رکھی جائے تو دین ایک

عبث اور رائیگاں

چیز بن جاتی ہے۔ غرض خدا تعالیٰ نے اس آیت میں مومنوں کو امید دلائی جاتی ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ سے اچھے نتائج کی امید رکھنی چاہیئے۔ کیونکہ یہ ناممکن ہے کہ ایک شخص مومن ہو اور پھر کامیاب نہ ہو۔

قد افلح المومنون کا لفظی ترجمہ یہ ہے

کہ مومن کامیاب ہوگئے۔ اس رنگ میں الفاظ اسی وقت استعمال کئے جاتے ہیں۔ جب کوئی بات یقینی اور قطعی ہو جیسے اگر کوئی شخص سفر پر ہو۔ اور گھبرا کر پوچھے کہ ابھی منزل مقصود کتنی دور ہے۔ تو وہ مراد کہتا ہے کہ بس ہم پہونچ ہی گئے ہیں۔ گویا اب شبہ والی بات نہیں۔ اسی طرح جب کوئی یقین دلا دیتا ہے کہ "فلاں کام ضرور کر دے گا اور اس میں شبہ کی گنجائش نہیں۔ تو وہ کہتا ہے کہ بس یہ کام ہوا سمجھو۔ یہ محاورہ پنجابی میں بھی اسی طرح استعمال ہوتا ہے۔ کہ اب گویا اسے حاصل شدہ چیز ہی سمجھو۔ اسی طرف قد افلح المومنون میں اشارہ ہے کہ تم مومنوں کو بس کامیاب ہوا سمجھو۔ اور یاد رکھو کہ اس میں کسی شک کی گنجائش نہیں۔ کیونکہ مومن کا مستقبل ماضی کی مانند یقینی ہوتا ہے۔ پھر بتایا کہ ایسے

مومنوں کی ایک علامت

یہ ہے کہ وہ نمازوں میں خشوع و خضوع کرتے ہیں۔ خاشع کے معنے عام طور پر یہ کئے جاتے ہیں کہ جو نمازوں میں گریہ و زاری کرے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ معنے درست ہیں۔ مگر خاشع کے صرف یہی معنے نہیں بلکہ اس کے علاوہ اور بھی کئی معنے ہیں۔

اسی طرح صلوٰۃ سے مراد خالی دعا نہیں۔ کیونکہ وہ تو تکلیف کے وقت ہوتی ہے۔ خصوصیت سے نماز کا ذکر ہے۔ کہ وہ نمازیں خشوع کرتے ہیں۔ درحقیقت عربوں میں صلوٰۃ کا لفظ عام ہے جو صرف عبادت کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ خواہ وہ کسی شکل میں ہو۔ جیسے مسلمانوں میں عبادت کا رواج ہے یا کسی اور شکل میں ہو۔ جیسے عیسائیوں یا یہودیوں کی نماز ہے۔ قرآن کریم میں

صلوٰۃ سے مراد

بالعموم عبادت ہی ہوتی ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے ایک دوسری جگہ فرمایا ہے کہ کفار کی صلوٰۃ صرف سیٹیاں بجانا اور تالیاں پیٹنا ہے۔ اب اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ نمازیں سجدہ کے وقت یا دوسرے موقعہ پر تالیاں پیٹتے تھے۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ ان کی عبادت اسی قسم کی ہے۔ جس میں کوئی معقول بات نہیں جیسے ہندوؤں کی عبادت گھنٹے بجانے سے ہوتی ہے۔ اسی طرح مکے والے بھی کرتے تھے اور اسی کا نام عبادت رکھ لیتے تھے۔ گو اس کے یہ بھی معنے ہیں۔ کہ مسلمانوں کی نماز کے وقت وہ تالیاں بجاتے تھے اور سمجھتے تھے کہ وہ ایک نیک کام کر رہے ہیں لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مشرکوں کی عبادت ایسی ہوتی ہے۔ جیسے تالیاں بجانا۔ اسی طرح خشوع کسی چیز کے نیچے ہونے کو کہتے ہیں اسی وجہ سے غضِ بصر کے لئے بھی اس لفظ کا استعمال کیا جاتا ہے۔ پس

خشوع کے معنے

ہوئے نیچے ہو جانا تذلّل اختیار کرنا اور نفس کو مٹا دینا۔ بلدۃ خاشعۃ ایسے شہر کو کہتے ہیں جس کے سب مکان گر گئے ہوں اور غبار سے اٹے ہوئے ہوں۔ پس نماز میں خشوع کے یہ معنے ہوئے کہ نماز پڑھنے والا اپنے آپ کو کلی طور پر مٹا دے اور انکسار اختیار کرے۔ اور اب ہمیں دیکھنا چاہیئے کہ نماز میں انکسار سے کیا مراد ہے سو اگر غور کیا جائے۔ تو معلوم ہوگا کہ خدا تعالیٰ نے نماز کے اندر ہی انکسار کا مفہوم رکھا ہوا ہے۔ انسان تکبیر کہہ کر کھڑا ہو جاتا ہے اور سینے پر ہاتھ باندھ لیتا ہے۔ چونکہ انسان میں

یہ ایک کمزوری پائی جاتی ہے

کہ جب وہ کوئی اہم کام کرتا ہے تو اس کے نتیجہ میں یہ سمجھ بیٹھتا ہے کہ اب میں بہت بڑا ہوگیا ہوں جیسے آجکل کے علماء اور سجادہ نشین لوگوں کو اپنی عزت کرتے ہوئے دیکھ کر اپنے آپ کو بڑا سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے قیام کے معاً بعد رکوع رکھ دیا۔ اور حکم دیا کہ فروتنی اور انکسار کی وجہ سے نیچے جھک جاؤ۔ اور ایسا رنگ دکھاؤ جو غلام اپنے آقا کے سامنے دکھاتا ہے۔ پھر جب اسے خیال آنے لگتا ہے کہ اب میں نے بڑا کام کر لیا ہے تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اب اور جھک جاؤ۔ چنانچہ وہ سجدے کا حکم دیتا ہے۔ جو

تنزل کا انتہائی مقام ہے

اور سجدہ دو دفعہ رکھا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ تواتر سے اس پر عمل کیا جائے گویا تم جھکو اور جھکتے چلے جاؤ۔ پھر ہر رکعت میں اس کا تکرار انسان کو اس امر کی طرف بھی توجہ دلاتا ہے کہ اسے اپنے ہر کام کا اختتام سجدہ پر ہی کرنا چاہیے۔ کیونکہ بعض لوگ مختلف نیکیوں میں تو حصہ لیتے ہیں۔ لیکن آخر تکبر میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو جاتے ہیں۔ دنیا میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ جس قوم نے کوئی بڑا کام کر کے تکبر کیا وہ گر گئی۔ مسلمانوں نے طب میں ترقی کی۔ لیکن جب وہ ایسے مقام پر پہنچ گئے کہ کسی کے آگے جھکنے کو عار سمجھنے لگے تو

ان کے ہاتھ سے طب نکل گئی

اور یورپ میں چلی گئی۔ اب یورپ نے اس میں اس حد تک ترقی کر لی ہے کہ ہمارا سارا کام کھلونا سا معلوم ہوتا ہے یورپ نے اپنے آپ کو اس وقت تک طالب علم سمجھا ہوا ہے۔ لیکن جہاں اس نے یہ خیال کیا کہ اب وہ استاد بن گیا ہے معاً گرنا شروع ہو جائے گا۔ اور یہ کمال ان سے نکل کر کسی اور کے پاس چلا جائے گا

اسی طرح قدیم مصریوں نے انجینیئرنگ میں ترقی کی۔ لیکن جب انہوں نے تکبر کیا تو یہ فن ان کے ہاتھ سے نکل کر یونانیوں میں چلا گیا۔ ان سے عربوں کے حصے میں آیا اور جب عربوں نے تکبر کیا تو یورپ میں چلا گیا جب وہ تکبر کریں گے تو ان سے بھی چھن جائے گا۔ پس قوم اسی وقت تک ترقی کرتی ہے جب تک وہ سمجھتی ہے کہ ابھی ہم نے اور سیکھنا ہے۔ جب وہ یہ خیال کرنے لگتے ہیں کہ وہ استاد بن گئے ہیں۔ تو ذلیل ہو جاتے ہیں۔

غرض مومن دین اور دنیا دونوں میں کامیاب ہوتے ہیں۔ صرف

شرط یہ ہے

کہ وہ جتنی بھی ترقی کرے اتنا ہی یہ سمجھے کہ میں نے کچھ خدمت نہیں کی۔ اگر یہ مادہ کسی میں پیدا ہو جائے تو وہ بڑھتا چلا جائے گا۔ لیکن جب اس نے یہ سمجھنا شروع کر دیا کہ اب میں نے کافی ترقی کر لی ہے تو وہ گر جائے گا۔ اور اس کے اندر نفاق پیدا ہو جائے گا۔ غور کر کے دیکھو معمولی سے جھٹکے سے ایک مومن منافق بن سکتا ہے۔ پس کبھی تکبر کے قریب بھی نہ جاؤ۔ عزت اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے خواہ اس دنیا میں دے خواہ اگلے جہان میں۔ کسی کے لئے ایک قسم کی عزت اچھی ہوتی ہے اور کسی کے لئے دوسری قسم کی ہم دیکھتے ہیں کہ والدین کو اپنے سب بچوں سے ہی پیار ہوتا ہے۔ لیکن بعض چیزیں وہ اپنے کسی بچے کو دیتے ہیں اور کسی کو نہیں دیتے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی خوب جانتا ہے کہ بندے کو کس رنگ میں انعام دیا جاوے۔ انسان کو تو اپنی عبادت کی قیمت بھی معلوم نہیں ہوتی۔ پھر وہ اپنے لئے کوئی انعام کیسے تجویز کر سکتا ہے۔ جب وہ اپنے لئے خود کوئی انعام تجویز کرتا ہے تو یہی اس کے

تنزل کا مقام

ہوتا ہے جیسے دنیا میں کوئی ماں باپ ایسے نہیں جن کو اپنے بچوں سے محبت نہ ہو۔ لیکن وہ اس امر کو پسند نہیں کرتے کہ بچہ ان پر حکومت کرے۔ جب ماں باپ بچے کی طرف سے اس سلوک کو برداشت نہیں کر سکتے تو کیا خدا تعالیٰ کی ذات کے متعلق یہ امید ہو سکتی ہے کہ خدا بندے کی حکومت تسلیم کرے اور بندے کو وہی دے جو بندہ خود اپنے لئے تجویز کرے کئی لوگ حج کرتے ہیں۔ تو حاجی کہلانے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ روزانہ دیکھتے ہیں کہ تمام مومن نمازیں پڑھتے اور روزے رکھتے ہیں۔ لیکن کبھی انہوں نے خواہش نہیں کی کہ انہیں نمازی یا روزے دار کہا جائے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حج کر لینے کے بعد وہ اپنے اندر ایک بڑائی محسوس کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اب ان کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔

مرزا غالب کے متعلق مشہور ہے

کہ انہوں نے ایک دفعہ ایک خاص قسم کی ٹوپی پہنی جب لوگوں نے بھی ان کی نقل میں ویسے پہننا شروع کیا۔ تو انہوں نے اسے اتار دیا۔ اور اپنی بڑائی میں دوسروں کی نقل کو بھی برداشت نہ کیا۔ حالانکہ ان کو خوش ہونا چاہیئے تھا کہ لوگوں نے ان کی نقل کی ہے۔ اس کے بالمقابل اللہ تعالیٰ کے انبیاء ان اخلاق کے کر آتے ہیں کہ بجائے اس کے وہ اپنی نقل کو ناپسند کریں ان کے دل میں خواہش ہوتی ہے کہ لوگ ان کی نقل کریں۔

غرض ایک سچے مومن میں تنزل ترقی کرتا چلا جاتا ہے۔

احادیث میں آتا ہے کہ

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اس قدر عبادت کرتے تھے کہ آپ کے پاؤں متورم ہو جاتے تھے۔ حضرت عائشہ نے ایک دفعہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ نے تو آپ کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ پھر آپ اتنی مشقت کیوں کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا عائشہ کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔ اسی طرح ایک دفعہ جب آپ سے کسی نے پوچھا کہ کیا آپ اپنے اعمال کے زور سے بہشت میں جائیں گے۔ تو آپ نے فرمایا نہیں۔ میں بھی جنت میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ہی جاؤں گا۔ گویا آپ نے اپنے اعمال کی قیمت محض اللہ تعالیٰ کا فضل رکھی۔ غرض جس کو سچے اسلام کی توفیق مل جاتی ہے۔ اس کے دل میں کبھی غرور پیدا نہیں ہوتا

حضرت خلیفۃ المسیح اول رض

ایک بزرگ کا واقعہ

سنایا کرتے تھے کہ انہوں نے کئی سال تک باقاعدہ مسجد میں نمازیں پڑھیں تاکہ لوگ ان کی تعریف کریں۔ لیکن خدا تعالیٰ نے ان کی کسی گذشتہ نیکی کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں ان کے متعلق یہ بات ڈال دی کہ سب لوگ انہیں منافق کہتے تھے۔ آخر ایک دن انہیں خیال آیا کہ اتنی عمر ضائع کی کسی نے بھی مجھ کو نیک نہیں کہا۔ اگر خدا کے لئے عبادت کرتا تو خدا تعالیٰ تو راضی ہو جاتا۔ یہ خیال ان کے دل میں اتنے زور سے آیا کہ وہ اسی وقت جنگل میں چلے گئے روئے اور دعائیں کیں اور توبہ کی اور عہد کیا کہ خدایا اب میں صرف تیری رضا کے لئے عبادت کیا کروں گا جب واپس آئے تو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں میں یہ بات ڈال دی کہ یہ شخص ہے تو بہت ہی نیک مگر معلوم نہیں لوگوں نے اسے کیوں بدنام کر رکھا ہے۔ اور بچے بوڑھے سب اس کی تعریف کرنے لگے۔ اس بزرگ نے خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ خدایا صرف ایک دن میں نے تیری رضا کی خاطر نماز پڑھی تھی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگوں نے میری تعریف کرنی شروع کر دی۔

بس یہ

مومن کے لئے ضروری ہے

کہ جب وہ نماز پڑھے تو اس کو شروع کرتے وقت اگر اس کے دل میں تکبر ہو تو ہو۔ لیکن جب اسے ختم کرے تو اس کا دل تکبر سے بالکل خالی ہو چکا ہو۔ اسی طرح جب وہ روزہ رکھے تو شروع میں اگر اس کے اندر کبر کا کوئی شائبہ ہو تو ہو۔ لیکن جب اسے ختم کرے تو وہ تکبر کو کلی طور پر چھوڑ چکا ہو۔ تاریخوں میں آتا ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو ان کی زبان پر یہ فقرہ جاری تھا کہ رب لا علی ولا لی۔ یعنی اے میرے خدا میں اپنے کاموں کا تجھ سے کوئی بدلہ نہیں مانگتا صرف یہی آرزو ہے کہ میرے اوپر کوئی الزام قائم نہ کیا جاوے۔ گویا ہزار ہا کام کرنے کے باوجود وہ یہی سمجھتے تھے کہ اس وقت تک میں نے کچھ بھی نہیں کیا۔ پس ترقی کے لئے ضروری ہے کہ جس قدر بھی عبادت کی جائے اسی قدر آدمی اور

زیادہ جھکتا چلا جائے

حتیٰ کہ اسے یہ احساس بھی نہ ہو کہ اس نے کچھ کیا ہے جو لوگ دنیا میں یہ سمجھ لیتے ہیں کہ انہوں نے کچھ حاصل کر لیا ہے ان کی مثال کنوئیں کے مینڈک کی سی ہوتی ہے۔ جو سمندر کے مینڈک سے ملا اور ایک چھلانگ لگا کر اس سے کہا کہ کیا سمندر اتنا بڑا ہوتا ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ اس نے دو چھلانگیں ماریں اور کہا کہ کیا اتنا بڑا ہوتا ہے۔ اس نے کہا کہ نہیں اس سے بہت بڑا ہوتا ہے آخر اس نے تین چھلانگیں ماریں اور کہا کہ کیا اتنا بڑا ہوتا ہے۔ سمندر کے مینڈک نے سر ہلا دیا۔ جس پر کنوئیں کے مینڈک نے اس سے منہ پھیر لیا اور کہا کہ میں ایسے جھوٹے سے بات نہیں کرتا۔ پس فی صلاتہم خاشعون میں اللہ تعالیٰ نے یہ گر بتایا ہے کہ

اگر تم ترقی کرنا چاہتے ہو

تو جتنا بھی تم کام کرو اتنی ہی تم پر اپنی کمزوری واضح ہوتی چلی جائے اگر کسی کے دل میں یہ خیال آ جائے کہ اسے اس کے اعمال کے بدلہ میں کیا ملا ہے تو یہ اس کا منافقت کی طرف پہلا قدم ہو گا۔ اور اگر اس کے اندر یہ احساس ہو کہ اس نے کچھ بھی نہیں کیا تو خدا تعالیٰ قد افلح المومنون کے وعدہ کے مطابق اسے ضرور کامیاب کرے گا

ہماری جماعت میں بھی ٹھوکر کھانے والے ایسے ہی لوگ تھے جیسے ڈاکٹر عبدالحکیم کہ وہ چندے بھی دیتا تھا اور اس نے کتابیں بھی لکھیں۔ لیکن اس سے کم چندے دینے والے مرتے وقت تک ایمان پر قائم رہے اور خدا تعالیٰ نے ان کو قبول کر لیا۔ پس جو احمدی شکوہ کیا کرتے ہیں کہ انہوں نے چندے بھی دیئے لیکن اس کا ان کو کوئی اجر نہیں ملا ان کو چاہیئے کہ وہ

اپنے اندر سچا ایمان پیدا کریں

اور اپنی کمزوریوں پر استغفار کریں جب ان کے دل سے یہ احساس جاتا رہے گا کہ انہوں نے کچھ کیا ہے تو اللہ تعالیٰ ان کو ایمان کے اعلیٰ ثمرات سے متمتع فرمائے گا۔ اور انہیں دینی اور دنیوی دونوں رنگ میں کامیابیاں عطا فرمائے گا۔

(الفضل مورخہ ۱۷ر ستمبر ۱۹۶۱ء)

دُنیوی و اُخروی خیر و برکت کا سرچشمہ —— "دُرود شریف"

از محترمہ مس مقبول بیگم صاحبہ بی۔اے۔بی ایڈ جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ حیدرآباد (دکن)

(۲)

نوٹ:۔ اس مفید اور بابرکت مضمون کی ایک قسط مسلسل ہماری سیرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم نمبر مجریہ ۱۷/۲۴ راگست میں شائع ہو چکی ہے۔ جو دوست اس مضمون کو ملا کر مطالعہ کرنا چاہیں۔ وہ مذکورہ پرچہ کی طرف رجوع کریں۔ (ادارہ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اکثر ارشادات سے ظاہر ہوتا ہے کہ۔ کہ فرشتے انہیں لوگوں پر درود بھیجتے ہیں۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں خارق عادت کے طور پر صدق وصفا اختیار کریں۔ حضور اقدس ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی انسانیت اس قدر زبردست ہے۔ کہ روح القدس کو بھی انسانیت کی طرف کھینچ لائے۔ پس تم ایسے برگزیدہ نبی کے تابع ہو کر کیوں ہمت ہارتے ہو۔ تم اپنے وہ نمونے دکھلاؤ جو فرشتے بھی آسمان پر تمہارے صدق وصفا سے حیران ہو جائیں اور تم پر درود بھیجیں"۔

پس معلوم ہوا کہ درود شریف کی برکات صحیح طور پر اس وقت ظہور میں آتے ہیں جب درود بھیجنے والا صدق وصفا کے ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا تابع بھی ہو اور اس کی اتباع نبوی نمائشی نہ ہو بلکہ سچی اور دلی ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کشتی نوح میں حصول تقویٰ کے لئے درود شریف کا ذریعہ اختیار کرنے کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:۔

"اے اللہ کے بندو میں تمہیں اللہ کی گرفت کے دن یاد دلاتا ہوں اور دلوں کو تقویٰ کی طرف متوجہ کرتا ہوں یاد رکھو کہ جو شخص مجرم بن کر اپنے رب کے حضور پیش ہوتا ہے اس کے لئے دوزخ ہے وہ اس میں نہ مرے گا اور نہ جئے گا اس لئے تم دنیا کی زینت اور اس کی جھوٹی آب و تاب کی طرف مت جھکو اور اللہ تعالےٰ کا تقویٰ اختیار کرو اور اس کے نبی پر صلوٰۃ و درود کے ذریعہ سے اللہ تعالےٰ سے ۔ مانگو اللہ تعالےٰ اور اس کے تمام فرشتے اس نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ پس اے مومنو تم بھی اس پر نہایت عمدگی کے ساتھ درود وسلام بھیجا کرو۔ اے اللہ محمد پر اور آل محمد پر درود و برکات اور سلام بھیج جب بھی درود شریف پڑھیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے رفع درجات اور آپ کے مقاصد کی کامیابی کے لئے پڑھیں"۔

ہم درود میں اور دعاؤں میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ دعا تو نہیں کرتے کہ یا الٰہی تو ان کو جائیداد دے۔ باغ دے۔ زمین دے۔ مکان دے۔ دولت دے۔ یہ چیزیں تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس دنیا میں جمع نہیں کیں۔ پھر وہاں آپ کو انکی کیا ضرورت ہے۔ جب دنیا میں جہاں سے ان چیزوں کا تعلق ہے۔ آپ نے ان کی پرواہ نہ کی۔ آپ نے مال جمع نہیں کیا۔ جائداد نہیں بنائی۔ باغ نہیں لگائے۔ محل نہیں بنائے تو اگلے جہان میں آپ کو ان کی کیا احتیاج ہو سکتی ہے۔ ہم اگر آپ کے لئے دعا کرتے ہیں تو یہی کہ آپ کے روحانی مدارج میں ترقی ہو۔ خدا آپ کو اور بھی ترقی اور انتہائی مقامات ترقی عطا فرمائے یہ ظاہر ہے کہ جب آپ روحانیت میں ترقی فرمائیں گے تو امت بھی آپ کے ساتھ ترقی کرے گی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ؎

تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

پس جوں جوں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آگے بڑھیں گے توں توں ہم بھی بڑھیں گے۔ اس لئے درود شریف نہ صرف حضورؐ کے اپنے مدارج بڑھانے کے لئے ہے بلکہ ہمارے لئے بھی ہے۔

پھر درود سے بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ جو شخص درود شریف کثرت سے پڑھتا ہے اس کی دعائیں کثرت سے قبول ہوتی ہیں۔ دنیا کا یہ طریق ہے کہ اگر کسی سے اچھا کام لینا ہو تو اس کے بچہ سے محبت کرو۔ پھر دیکھو وہ کیسے مہربان ہوتا ہے۔ فقیر بھی جب خیرات لینے کے لئے دروازہ پر جاتا ہے تو یہ صدا بلند کرتا ہے۔ مائی تیرے بچے جئیں۔ کیونکہ فقیر بھی جانتے ہیں کہ اس صدا کا ماں پر بہت اثر ہوتا ہے جب ماں یہ آواز سنتی ہے تو دوڑی آتی ہے اور فقیر کو خیرات دیتی ہے۔ دیکھو اس آواز کے سنتے ہی جو اس کے پیارے بچہ کے لئے ایک دعا ہوتی ہے۔ وہ کس طرح دوڑی آتی ہے۔ اسی طرح درود پڑھنے والے شخص کے متعلق جب خدا دیکھتا ہے کہ اس نے اس کے پیارے بلکہ ساری خلقت میں اس کے محبوب ترین بندے کے لئے جو پیدا نہ ہوتے تو کائنات خلق نہ ہوتی تو اس کے لئے دعا کی تو نے میرے پیارے کے لئے دعا کی ہے۔ آ تیری دعا قبول کرتا ہوں

ہم ہمیشہ درود پڑھتے رہیں جہاں بھی ہوں گھروں میں یا مسجدوں میں۔ چونکہ ہم آپ کی حضرت خاتم الانبیاء ختم المرسلین محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بے مثل شان کیا بیان کر سکتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کبریائی کی بے مثل شان ظاہر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنے انسان کامل کو وہ ملائک میں نہیں تھا۔ نجوم میں نہیں تھا۔ قمر میں نہیں تھا۔ آفتاب میں نہیں تھا۔ وہ زمین کے سمندروں میں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔ وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا غرض وہ کسی چیز ارضی و سماوی میں نہیں تھا صرف انسان میں تھا یعنے انسان کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلےٰ اور ارفع سخضیت ہمارے سید و مولا سید الانبیاء محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں سو وہ نور اس اعلےٰ ترین انسان کو دیا گیا اور حسب مراتب اس کے تمام ہم رنگوں کو بھی یعنے ان لوگوں کو بھی جو کسیقدر وہی رنگ رکھتے ہوں اور یہ شان اعلےٰ اور اکمل اور اتم طور پر ہمارے سید ہمارے مولا ہمارے ہادی نبی اُمّی صادق و مصدوق محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی تھی۔ جس کا نقشہ قرآن کریم میں اکثر مقامات میں کھینچا گیا ہے۔

آپ کے عاشق صادق حضرت مسیح موعودؑ جنہیں جس درجہ کا عشق تھا اس حد وہ حصول ہر کسی کو نصیب نہیں ہوا کیا خوب فرماتے ہیں ؎

آں مقام قرب کو دارد دو دلدار قدیم
کس نداند شان آں از واصلان کردگار

ترجمہ اس کے قرب کے مقام کی شان کو جو وہ خدا تعالےٰ کے پاس رکھتا ہے مقربان الٰہی اور بڑی شان کے لوگوں میں سے بھی کوئی نہیں جانتا۔

پھر ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے ؎

آں عنایتہا کہ محبوب ازل دارد بدو
کس بخوابے ہم ندیدہ مثل آں اندر دیار

یعنی وہ مہربانیاں جو محبوب ازل خدائے تعالےٰ پاک کو اس سے ہیں دنیا میں اس جیسی مہربانیاں کسی نے خواب میں بھی نہیں دیکھیں۔

پھر ایک جگہ فرماتے ہیں

سرور خاصان حق شاہ گروہ عاشقاں
آنکہ روحش کرد طے ہر منزل وصل نگار

ترجمہ۔ وہ مبارک قدم جس کی ذات پروردگار کی طرف سے رحمت عامہ بن کر آئی

ایک حدیث ہے کہ کوئی شخص مومن ہو ہی نہیں سکتا جبتک اس کے دل میں ماں باپ اولاد اور دوسرے سب لوگوں سے بڑھکر میری محبت نہ ہو۔ اور آپ کی محبت کا ایک بہت بڑا نشان اخلاص کے ساتھ اور کثرت سے آپ پر درود بھیجنا ہے۔ پس جس شخص میں آپ پر درود بھیجنے کا جذبہ نہیں۔ وہ صاحب ایمان اور دیندار ہی نہیں۔ پھر ایک جگہ سرور کائنات فرماتے ہیں کہ

"جو شخص مجھ پر (جو فی الحقیقت ماں باپ سے بڑھ کر ہمارے محسن ہیں) درود بھیجنے میں بخل کرتا ہے اس سے بڑھ کر بخیل کوئی نہیں ہو سکتا۔ مزید برآں بالخصوص جبکہ بقول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر درود بھیجنے میں تو خود درود بھیجنے والے کا اپنا ہی فائدہ ہے کہ اس پر خدا تعالےٰ درود بھیجیں گے اور بھیجیں گے بھی ایک بار کے بدلے بلکہ از کم دس بار اور جس پر خدا تعالےٰ درود بھیجے اس سے بڑھ کر خوش قسمت کون ہے؟

الغرض ان ارشادات سے صاف ظاہر ہے کہ درود شریف کا التزام اپنے اندر ہر قسم کی دینی و دنیوی خیر و برکت رکھتا ہے۔ خدا تعالےٰ ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

"کچھ "صلح کے پیغام" کے متعلق"

از محترم مکرم ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب ربوہ

مکرمی ایڈیٹر صاحب بدر قادیان!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
آپ کے قیمتی اخبار ۲۱ر ستمبر ۱۹۶۷ء میں مکرم جناب مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان کی ایک تحریک زیر سرخی "ہندو مسلم اتحاد" کا ایک گلدستہ کے مطالعہ نے خاکسار کے دل میں سخت ہیجان پیدا کر دیا۔ کیونکہ میں وہ ہوں جس نے ۲۱ر جون ۱۹۰۸ء کو پیغام صلح کو یونیورسٹی ہال میں سنا تھا۔ میں اسی ہیجان کی حالت میں بعض باتیں سپرد قلم کر رہا ہوں۔

مکرم مرزا صاحب کے مضمون میں جس رسالہ کا ذکر ہے وہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی آخری تحریر ہے۔ جس وقت حضرت مرزا صاحب یہ تحریر لکھ رہے تھے اُس وقت میں لاہور میں تھا۔ اور میڈیکل کالج میں پڑھتا تھا۔

اس تحریر کے شروع کرنے سے چند دن ہی پہلے آپ نے ایک خاص تقریر کے ذریعہ لاہور کے چند لوگوں کو اسلام کے حقائق سنائے تھے۔

اور اپنے مسیح موعود اور مہدی معہود ہونے کے دلائل پیش کئے تھے۔ یہ تقریر باوجود پیرانہ سالی کے یاں کیا جاسکے کہ اپنی وفات سے صرف نو دن پہلے نہایت جوش کے ساتھ قریباً دو گھنٹے لگاتار کی تھی ——— کچھ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ نے اپنا کلیجہ باہر نکال کر سامعین کے سامنے رکھ دیا تھا۔ میں خود اس تقریر میں موجود تھا۔ معززین لاہور سے جو دعوت پر جائے گئے تھے جو دو سو کی تعداد میں کرسیوں پر بیٹھے تھے بہت غور سے سنا تھا۔ ابھی اس تقریر کی گونج دور نہ ہوئی تھی کہ خیرخواہی خلق کے جذبہ نے آپ کو مجبور کیا کہ رسالہ پیغام صلح لکھیں۔ آپ جلد جلد یہ رسالہ لکھ رہے تھے کہ انہی دنوں ۲۳ر مئی کو گویا وفات کے تین دن پہلے چند معزز ہندو خواتین حضور کے درشن کے لئے حضور کی جائے قیام پر آئیں اور اندر پیغام بھیجا کہ ہم مہاراج کے درشن کے لئے آئی ہیں۔ حضور نے باوجود سخت مصروفیت کے نہایت قیمتی رسالہ لکھ رہے تھے اُن خواتین کو اندر بلا لیا۔ جب وہ ایک دو منٹ بیٹھ چکیں تو فرمایا اب آپ درشن ہو چکے۔ آپ کے الفاظ سے کچھ ایسا مترشح ہوتا تھا

کہ تم تو چند خواتین ہو۔ ہم چند دنوں میں تمہارے ہزاروں مرد دل کے سامنے اپنا کلیجہ نکال کر رکھیں گے۔

مگر وہ معزز عورتیں کچھ ایسے عقیدہ کے ساتھ آئی تھیں گویا یہ معلوم ہوتا تھا کہ خدا کے فرشتوں نے اُن کے دل میں بھر دیا تھا کہ وہ حضرت مرزا صاحب کو نہیں بلکہ کرشن اوتار کو دیکھنے آئی تھیں۔ وہ یوں حضور مہاراج آپ کا وعظ سننے کے لئے بڑی دور سے آئی ہیں۔ حضور نے اپنی فراست سے جان لیا کہ وہ سناتن دھرم کے فرقہ سے تعلق رکھتی ہیں اور ان سے سوال سے اُن کا سچا اخلاص معلوم کر لیا تو فرمایا۔ اگر آپ لوگوں میں چند بھی نہ ہوں تو آریوں سے ہزاروں گنا بہتر ہو۔ مثلاً ایک دفعہ معاکو چیدر گرنٹ میں کے بڑوں ہیروں کی پوجا کرنا۔ اور فرمایا۔ یہ جو تینتیس کروڑ دیوتا آپ لوگوں نے بنا رکھے ہیں۔ اتنے دیوتا تو کسی نے بھی نہیں بنائے۔ اصل بات یہی ہے کہ وہ ایک ہی ایک پرماتما ہے جو بھگوان اور تمام جہان کا پیدا کرنے والا ہے۔ جو ازلی ابدی ہے جس پر فنا نہیں۔ وہی ایک ہے جس کی پوجا کی جائے۔ اُس کی درگاہ میں خرگدا ہو کر بیٹھ جائے اور دھرنا مار کر بیٹھ جائے تو کچھ نہ کچھ لے کر اُٹھے گا۔

آپ کی اس تقریر کے خاتمہ پر اُن ہوشیار خواتین نے یہ کہا نہتے ہوئے کہ آپ مہاراج ہمیں پھر جلد جانے کے لئے کہیں گے تو دو ہی بولیں مہاراج ہم آپ کو ٹکٹ ملانا چاہتی ہیں تو آپ ہمیں پرماتما کا ٹھیک پتا دیں تو حضرت نے ذرا پکار کر بے شک اپنی زبان میں کہ لیا کہ۔ اور یوں کہا کہ دیکھو اسے خدا تو واحد ہے جس نے ہمیں اور تمام زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے تو ہمیں گناہوں سے پاک کر اور ہمیں سکینت قلب بخش۔ اسی پر ارتھنا کر سچے دل سے اکیلے خدا سے نہ کسی اور سے روزانہ خرگدا کی طرح مانگتی رہو۔ آخر ایک دن آ جائے گا کہ تم سے بھٹکی زندگی دور ہو جائے گی۔ اور پاکیزہ زندگی حاصل ہو گی۔ اور سکینت قلب حاصل ہو جائے گی۔

آخر اس فرستادہ خدا نے جس کو خالق نے مخلوق کی اصلاح کے لئے بھیجا تھا دن رات ایک کر کے دو تین دنوں میں اپنے اس آخری پیغام کو ختم کر لیا۔ اور فقرہ لکھا جس قدر سفر آخرت نے اجازت دی

اور ۲۶ر مئی ۱۹۰۸ء کو اپنے بھیجنے والے کے حضور جس کے پاس آپ کے سلطان محمد رسول اللہ پہلے سے موجود تھے چلے گئے اور دنیا کو گویا سلام کر گئے اور اپنا آخری پیغام چھوڑ کر اشارہ کر گئے کہ ہم تو دنیا کو نجات دلانے کے لئے آئے تھے اس نجات کے لئے جس کا پتہ ہمارے اس پیغام سے لگ جائے گا۔

ابھی یہ رسالہ چھپا نہ تھا کہ وفات ہو گئی۔ بعد میں اہل حل احباب جماعت نے اس کو چھپوایا اور بڑی جد و جہد کے ساتھ اس کے مجمع کثیر میں سنائے جانے کا اہتمام کیا۔ اور چیف کورٹ کے چیف جسٹس جو مسٹر پرتول چندر تھے کی صدارت حاصل کی۔ ۲۱ر جون ۱۹۰۸ء کا مبارک دن تھا جس دن یہ آخری پیغام خدا کے برگزیدہ کا پنجاب یونیورسٹی کے ہال میں پڑھ کر سنایا گیا۔ یہ راقم الحروف بھی اس بابرکت اجتماع میں موجود تھا جبکہ خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم نے بآواز بلند تمام پیغام پڑھ کر سنایا ہزاروں کا مجمع تھا لیکن خاموشی اس قدر تھی گویا کوئی موجود ہی نہیں۔ جونہی پیغام ختم ہوا زور زور کی آوازیں سامعین کی طرف سے آنے لگیں صلح نامہ پر دستخط ہو جائیں صلحنامہ فوراً لکھا جائے وغیرہ۔ لیکن اس نے جو سچائی کا قدیمی دشمن چلا آ رہا ہے جس کو شیطان یا ابلیس کہا جاتا ہے بعض دوں کو اپنا مظہر بنایا۔ تو عین اس وقت جبکہ صلح ہو جانے کے آوازے آ رہے تھے اُن تعصب کے حاملوں نے کہنا شروع کر دیا ابھی جلدی کی ضرورت نہیں۔ خوب غور کرنے کے بعد صلح نامہ لکھا جانا چاہئے یہ ایک شب بلا کی دار تھا جو کارگر ہوا اس لئے یہ ایک بہتر تجویز عملی جامہ پہنانے سے رہ گئی۔ مگر اس کا حشر جو ہم لوگوں نے دیکھا وہ کسی صورت میں کچھ کم قابل افسوس ہوا نہ کاش اس وقت پیدا ہو سکتا ہو۔ اصل بات یہ ہے کہ خدا کے مسیح کو دنیا میں آئندہ ظاہر ہونے والی جنگ و جدال اور خونریزیوں کا نظارہ آپ کی زندگی میں خدا نے دکھلا دیا تھا۔ اور آپ نے دنیا کو طرح طرح کی تحریروں کے ذریعہ کیا نثر کی صورت میں کیا نظم کی صورت میں ہوشیار و بیدار کرنے کی کوشش کی تھی کہ وہ اپنے حقیقی خدا کی طرف رخ کرے۔ اور دنیا امن صلح اور آشتی کے ساتھ رہے لیکن جو ہونا تھا وہ ہوا جو آج تک دنیا میں ہوتا چلا آ رہا ہے نہیں معلوم اور کیا ہونے کو ہے۔

جبار ابلیس نے اپنے کارندے چھوڑ کر دنیا میں خونریزی کا سامان پیدا کر دیا۔ وہاں خدا کے مسیح نے اپنی جان فروشی کے ساتھ ایک پاک جماعت پیدا کر دی۔ جو آج تک صلح کی علمبردار ہے۔ یہ آواز صلح قادیان سے اُٹھتی رہی۔ لیکن دنیا نے اس پر کان نہ دھرا۔ اور وہ وقت آ گیا کہ ملک دو حصوں میں تقسیم ہو گیا۔ اور سخت خونریزی کے بعد۔ اور دشمنی کے مظاہروں کے بعد ہوا۔ اس کے بعد دونوں قوموں نے سمجھ لیا تھا کہ اب حکومتیں علیحدہ علیحدہ ہو گئی ہیں۔ اور اپنے اپنے ملک میں امن اور چین سے رہیں گی۔ لیکن یہ بات آج تک نصیب نہیں ہوئی۔ دونوں ملک آپس میں ایک دوسرے سے خطرہ محسوس کرتے چلے آ رہے ہیں۔ ایسے حال میں آج پھر ایک دفعہ قادیان سے آواز اُٹھی ہے کہ صلح میں خیر ہے اور قادیان میں بسنے والی چھوٹی سی جماعت نے کوشش کی ہے۔ ہندو مسلم صلح کے سامان بہم پہنچیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ وہی آواز ہے جو کہ خدا کے پاک مسیح نے ۱۹۰۸ء میں اپنی وفات سے چند دن پہلے اٹھائی تھی۔ اور جو کہ آج سے ۱۹۰۸ء کو پنجاب یونیورسٹی کے ہال میں گونجی تھی۔ اور جس کی بہت سے ہندو احباب نے تعریف کی اور اُسے حقیقی صلح کا پیغام قرار دیا تھا۔ اُس آواز کو آج مرزا وسیم احمد جو اس مقدس وجود کا پوتا ہے پھر سے Relay کر رہا ہے۔ میر چاہ بن کے مقصود و نتیجہ ہو اس پر کات دھرتا ہے اور اپنے لئے خیر و برکت کے دروازے کھولتا ہے۔

درخواست ہائے دعا

قادیان ۲ر اکتوبر۔ بڑے باغ سے ایک درخت کاٹتے ہوئے اس کا ایک بہت بڑا ٹہنا مکرم خواجہ عبدالستار صاحب درویش قادیان کے قریب گرا۔ تا ہم وہ اس کی زد میں آ گئے جس سے خواجہ صاحب کو کچھ خراشیں اور معمولی چوٹیں آئیں جن میں سے بائیں آنکھ کے ابرو اور بائیں پنڈلی کی ہڈی کے پاس درد کی زیادہ تکلیف ہے۔ فوری طور پر مقامی شفاخانہ سے طبی امداد پہنچائی گئی۔ پہلے کی نسبت حالت اچھی ہے تاہم احباب جماعت سے خصوصی دعا کی درخواست ہے اللہ تعالیٰ خواجہ صاحب موصوف کو جلد صحت کاملہ عطا فرمائے۔ آمین۔ (ایڈیٹر)

(۲) میرا پوتا عزیز انیس احمد جو ٹانڈہ میں تعلیم پا رہا ہے وہ سکول لیونگ سالانہ امتحان میں شامل ہونے والا ہے عزیز موصوف کی کامیابی کے لئے دعا کی جائے۔ خاکسار سید حسام الدین احمد کنگی سابق امیر جماعت احمدیہ سرنگوڑہ

ایک جائزہ

دنیا کے سامنے قرآن کریم پیش کرنیکے اہل آج احمدی ہی ہیں!

از مکرم سید محمد احمد صاحب سابق پراونشل امیر اڑیسہ

سورہ جمعہ سے پتہ لگتا ہے کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی دو بعثتیں ہیں۔ پہلی بعثت کے وقت مبعوث الیہم کھلی گمراہی میں تھے۔ ہر قسم کی برائی وگندگی میں ملوث تھے۔ بت پرست، تو تمام خدائی صفات بتوں کی طرف منسوب کرتے ہی تھے۔ اس وقت کے اہل کتاب بھی سخت گمراہی میں پڑ کر تمام خدائی صفات غیر اللہ کی طرف منسوب کرنے لگے تھے۔ حدانیت کے درس کو بھلا کر تثلیث پرستی میں لگے ہوئے تھے۔ اور لم یلد و لم یولد خدا کی طرف ابوت و ابنیت کا رشتہ قائم کرنے لگے تھے۔ اس طرح ساری دنیا خدا کو چھوڑ چکی تھی۔ کہیں خدا کا نور نہ تھا اپنی دہم بات سے وہ ضلال مبین میں پڑے گئے تھے۔

رحیم وکریم خدا نے ان کی ایسی بری حالت کو دیکھ کر حضرت نبی کریم صلعم کو مبعوث فرمایا تا انکی اصلاح ہو اور وہ اس گری ہوئی حالت سے نکل کر ترقی کی راہ پر گامزن ہوں۔ حضرت نبی کریم نے ان پر زندہ قادر مطلق خدا کی آیات کو بار بار پڑھا۔ اور ہزاروں دلائل و نشانیوں سے خدا کی ہستی کا ثبوت دیا۔ اس زمانے کے لوگوں پر خدا کا کلام پڑھے گئے۔ اور قرآن پاک بار بار سناتے رہے۔ حتیٰ کہ ان کے دلوں سے بتوں کی ہیبت جاتی رہی۔ اور سچے خدا کی محبت پیدا ہوتی گئی۔ اور انہوں نے علیٰ وجہ البصیرت خدا کو دیکھ لیا۔ اس کے سچے عاشق سچے پرستار بن گئے۔ اور خدا کی محبت دلوں میں داخل ہونے کے ساتھ ہی تمام آلودگیاں ان کے دلوں سے دور ہو گئیں۔ اور کتاب وحکمت کا درس دے کر وہ اونٹ اور بکریوں کے چرانے والے ساری دنیا کے معلم ساری دنیا کے ہادی بن گئے۔ خدائے تعالےٰ سے اپنا تعلق مضبوط کر کے حضرت نبی کریم صلعم کے اسوہ حسنہ کو خضر راہ بنا کر قرآن کو ہاتھوں سے کر اٹھے اور آناً فاناً ساری دنیا پر چھا گئے۔ جوق در جوق لوگ دین اللہ میں داخل ہونے لگے اور بڑی بڑی حکومتیں ان پر دا ہوئیں کے آگے سرنگوں ہونے لگیں۔

اس طرح خیر القرون قرنی بھی گذری ثم الذین یلونہم کا زمانہ بھی گذر گیا۔ ثُمَّ یَفْشُوا الْکَذِبُ کا زمانہ شروع ہوگیا۔ نبوت کے زمانہ سے دوری کی وجہ سے نور نبوت لوگوں کی نظروں میں مدھم نظر آنے لگا۔ جس کی وجہ سے خدا سے تعلق کمزور ہوتا گیا قرآن آہستہ آہستہ سینوں سے نکلنا شروع ہوگیا۔ ہوتے ہوتے وہ زمانہ بھی آگیا جس کے بارے میں حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا تھا کہ میری امت بنی اسرائیل کی طرح گمراہ و بے دین حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ دنیا نے اس پیشگوئی کو پورا ہوتے دیکھ لیا تھا کہ وہ زمانہ بھی آگیا جس کے متعلق حضور اکرم نے فرمایا تھا کہ لا یبقی من القرآن الا رسمہ ولا من الاسلام الا اسمہ۔ لوگوں نے خدا کو چھوڑ دیا۔ تو خدا نے بھی انہیں چھوڑ دیا۔ نَسُوا اللّٰہَ فَاَنْسَاھُمْ اَنْفُسَہُمْ۔ لوگوں کے سینے خدا کے کلام کے حقائق ومعارف سے خالی ہوگئے۔ قرآنی آیات کے مطالب اپنی مرضی کے مطابق کرنے لگے۔ جو فطرت صحیحہ کے خلاف اور خدا اور رسول کو ناپسند تھے۔ دنیا نے ان کے پیش کردہ قرآن کے خلاف آواز اٹھائی۔ اعتراضات پر اعتراضات کرنے لگے۔ مسلمانوں کے مونہوں پر قفل لگ گئے۔ ان کے پاس دشمن کے اعتراض کا کوئی جواب نہ تھا۔ دشمن دلیر ہوتے گئے۔ اور بڑھ بڑھ کر اسلام پر وار کرتے گئے مسلمان پیچھے ہٹتے گئے۔ اور قرآن کو گھروں میں چھپانے لگے۔ ان کے دلوں پر غیروں کی ہیبت بیٹھ گئی اور مسلمان بزدل اور پست ہمت ہو کر بیٹھ گئے۔!

بیچارے مسلمان کرتے بھی کیا۔ ان کے علماء نے قرآن شریف میں ناسخ ومنسوخ کا تیر چلا کر اپنے ہاتھوں اپنا ستیاناس کر لیا تھا۔ جہاد کی غلط تفسیر سے غیروں کی نظروں میں اسلام ایک خونخوار درندوں کا مذہب کہلانے لگا تھا۔ جس کی طرف لوگ نفرت وحقارت کی نظر سے دیکھنے لگے تھے۔ اور خدائی صفات کو غیر اللہ کے سپرد کر کے اور اپنے مسلمہ انبیاء کی معصومیت پر دھبہ لگا کر اپنے ہاتھ سے اپنے پاؤں پر کلہاڑی چلائی تھی۔ الغرض ؎

بے کسے شد دین احمد ہیچ خویش ویار نیست
ہر کسے در کار خود با دین احمد کار نیست

احمد کا دین بے یار و مددگار ہو گیا۔ اس کا عزیز اور دوست کوئی نہیں ہر شخص اپنے اپنے کام میں معروف ہے۔ اگر احمد کے دین سے کسی کو کچھ سروکار نہیں ہے!!

ایسے ضلال مبین کے وقت میں وہ وقت بھی آگیا جبکہ حضور اکرم صلعم نے تسلی دی تھی کہ لو کان الایمان (او القرآن) معلقاً بالثریا لنالہ رجل من ابناء فارس۔ ابنائے فارس سے ایک شخص (حضرت) مرزا غلام احمد قادیانی کو خدا نے مبعوث فرمایا۔ آپ نے بعثت ثانیہ کے مظہر اور حضرت نبی کریم کے بروز اور ظل ہو کر خدمت دین اور اشاعت اسلام والقرآن کا بیڑا اٹھایا۔ بعثت اولے کی طرح اول خدا کی آیات پیش کر کے اور بار بار پیش کر کے خدا کی ہستی کا زندہ ثبوت دیا اور روشن دلائل سے لوگوں کے ذہنوں میں اس کی قدرت اس کی طاقت اس کی رحمت اس کے غضب وغیرہ تمام صفات الٰہیہ کا نقش لوگوں کے دلوں میں جمایا۔ نور الٰہی کے آتے ہی دلوں سے تاریکیاں کافور ہونے لگیں ماننے والوں کے دلوں کو پاک ومطہر بنایا۔ اس کے بعد ان کو علم کتاب وحکمت سکھائی اور ان کے دلوں کو معارف وحقائق سے پر کیا۔ قرآن سکھایا۔!!

آج اسی قرآن کو لے کر صحابہ جیسی جماعت اکناف عالم میں پھیل گئی اور پھیل گئی ہے۔ ساری روحانی دنیا پر اس کا رعب چھا گیا ہے۔ اسلام پر بڑھ بڑھ کر حملہ کرنے والے پسپا ہو رہے ہیں۔ اب قرآن والے آگے بڑھ رہے ہیں اور ان کے گھروں تک جا پہنچے ہیں۔ بکثرت لوگ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں۔ اب تک اٹھارہ زبانوں میں قرآن مجید کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ اور ابھی ایک صدی بھی نہیں گذری کہ دشمن ہار ماننے لگا ہے اپنی کتابوں کو چھپانے لگا ہے۔ اور حضرت نبی کریم صلعم کی ذات ستودہ صفات پر جو نا روا حملے کئے جاتے تھے۔ اب ان میں نمایاں کمی آگئی ہے۔ سمجھدار لوگ قرآن پاک کی تعلیمات پر سنجیدگی سے غور کرنے لگے ہیں۔ اور آہستہ آہستہ حضرت نبی کریم صلعم کی عظمت کے قائل ہو رہے ہیں۔

اب دنیا کے سامنے وہی شخص قرآن پیش کر سکتا ہے۔ جو دبستان محمود کا تعلیمیافتہ اور احمدیہ روحانی یونیورسٹی کا سندیافتہ ہو۔ یعنی سچا مخلص سابق احمدی ہو۔ بعثت ثانیہ میں مثیل صحابہ تابعین وتبع تابعین احمدی ہی دنیا کے سامنے قرآن مجید پیش کرنے کے اہل ہیں۔ اس برگزیدہ جماعت کے افراد ہی خدا تعالےٰ کی ہستی کا زندہ ثبوت دے سکتے ہیں۔ وہ سچے طور سے روحانیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت وبرتری دوسرے انبیاء پر ثابت کر سکتے ہیں۔ وہی قرآن مجید کے حقائق ومعارف کے بیان کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں کیونکہ تائید ربانی سے کلام کرتے اور اس کے مصفا کے نور سے ہدایت پاتے ہیں۔ جو خصوصیت سے اس زمانہ کے مامور کے توسط سے انہیں نصیب ہوا۔ اگر ان کا عزیز احمدیوں کی دیکھا دیکھی غیر ممالک کو جائے گا تو وہاں کے غیر مسلموں کو بچا اور سچا مسلمان بنانا تو درکنار بوجہ از خود خام ہونے کے اپنی مسلمانی کو بھی کھو آئے گا۔ سعدی علیہ الرحمۃ کے اس مقولے کے مصداق ہوگا۔

شد غلامے کہ آب جو آرد
آب جو آمد غلام را ببرد

خدائے تعالےٰ نے اشاعت اسلام واشاعت قرآن کریم کے لئے احمدیوں کو چن لیا ہے۔ یہ کام ہم احمدیوں کا ہے اب ہمیں چاہیئے کہ ہم پوری طرح اس کے لئے تیار ہو جائیں اور اس فریضہ کو انجام دے کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منشاء کی تکمیل کرنے والے ہوں اور آپ کی دعا کے مستحق بنیں جیسا کہ حضور فرماتے ہیں ؎

بکوشید اے جواناں تا بدیں قوت شود پیدا
بہار ورونق اندر روضۂ ملت شود پیدا
بذل مال در راہش کسے مفلس نمے گردد
خدا خود مے شود ناصر اگر ہمت شود پیدا
ہمیں ایں اجر نصرت را دہندت اے اخی ورنہ
قضائے آسمان است ایں بہر حالت شود پیدا
کریما صد کرم کن بر کسے کو ناصر دین است
بلائے او بگرداں گر گہے آفت شود پیدا

یعنی

اے جوانو! کوشش کرو کہ دین میں قوت نمودار ہو اور ملت اسلام کے باغ میں بہار ورونق پیدا ہو۔

اس کی راہ میں مال خرچ کرنے سے کوئی مفلس نہیں ہو جایا کرتا اگر ہمت پیدا ہو جائے تو خدا خود ہی مددگار بن جاتا ہے۔

اے بھائی مفت میں تجھے نصرت کا یہ بدلہ دے رہے ہیں ورنہ یہ تو آسمانی فیصلہ ہے جو ضرور ہو کر رہے گا۔

اے خدا! اے کریم سینکڑوں مہربانیاں اس شخص پر کر جو دین کا مددگار ہے۔ اور اگر کبھی آفت آ جائے تو اے خدا! اس کی مصیبت کو ٹال دے!! آمین!

حضرت نواب محمد عبد اللہ خانصاحب کی وفات پر تعزیتی قرار دادیں

شموگہ (ریاست میسور)

جماعت احمدیہ شموگہ کا ایک غیر معمولی جلسہ آج مورخہ ۲۶/۹/۶۱ کو بعد نماز مغرب خاکسار کے مکان پر منعقد ہوا۔ جس میں حضرت نواب محمد عبد اللہ خان صاحبؓ کی وفات پر اظہار افسوس کرتے ہوئے حسب ذیل تعزیتی قرارداد پاس کی گئی

جماعت احمدیہ شموگہ حضرت نواب محمد عبد اللہ خان صاحبؓ جیسی بزرگ اور واجب الاحترام شخصیت کے انتقال پُرملال پر گہرے رنج اور صدمہ کا اظہار کرتی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز۔ خاندان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خاندان حضرت نواب صاحب سے اظہار تعزیت کرتی ہے نیز اللہ تعالےٰ سے دعا کرتی ہے کہ مولا کریم حضرت نواب صاحب رضی اللہ عنہ کو جنت الفردوس میں اعلےٰ مقام عطا کرے۔ ہر آن ان کے درجات بلند فرماتا رہے۔ اور مرحوم کو اپنا قرب خاص عطا فرمائے۔ نیز سیدنا حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ اور ان کی اولاد جملہ رشتہ داران اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ اور سب کا خدا حافظ و ناصر معین و مددگار رہے۔ اللّٰھم آمین۔

خاکسار سید منّاره
پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ شموگہ

پونچھ

حضرت نواب محمد عبد اللہ خان صاحب مرحوم و مغفور کی وفات حسرت آیات کی خبر سن کر جملہ مقامی احباب جماعت کو از حد صدمہ پہنچا۔ مورخہ ۲۲ ستمبر کو بعد نماز جمعہ سب احباب نے مکرم شیخ حمید اللہ صاحب مبلغ پونچھ کی اقتداء میں نماز جنازہ غائب ادا کی۔ اور اجتماعی طور پر مرحوم کی بلندی درجات کے لئے دعا کی گئی۔

جماعت احمدیہ پونچھ اس بھاری صدمہ میں خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے بارگاہ رب العزت میں دست بدعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالےٰ حضرت نواب صاحب مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے۔ آمین۔

خاکسار خواجہ محمد صدیق خانی
صدر جماعت احمدیہ پونچھ رشیندہ

ربوہ

مورخہ ۲۰/۹/۶۱ کو صدر انجمن احمدیہ ربوہ کا ایک غیر معمولی اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں حسب ذیل قرارداد تعزیت منظور کی گئی۔

صدر انجمن احمدیہ ربوہ کا یہ غیر معمولی اجلاس حضرت نواب محمد عبد اللہ خان صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی وفات حسرت آیات پر دلی رنج اور افسوس کا اظہار کرتا ہے۔ اور اس صدمہ میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز۔ حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خاندان حضرت محمد علی خان صاحب رضی اللہ عنہ کے تمام افراد سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہے اور دست بدعا ہے کہ اللہ تعالےٰ حضرت نواب صاحب مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمادے۔ اور ان کے مدارج بلند فرماوے۔

حضرت نواب محمد عبد اللہ خان صاحب رضی اللہ عنہ حضرت نواب محمد علی خان صاحب رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ تعلق کی وجہ سے آپؓ کے اہل بیت میں شامل تھے۔ آپ کو یہ بہت بڑا شرف حاصل تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صاحبزادی حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ آپ کے حبالۂ عقد میں آئیں۔ آپ صدر انجمن احمدیہ کے چندوں بلکہ سلسلہ کی تمام تحریکوں میں دلی شوق سے حصہ لیتے تھے اس طرح تحریک جدید کے چندوں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے۔ آپ کی وفات سے جماعت میں ایک بہت بڑا خلا پیدا ہوگیا ہے۔ جس کا پُر ہونا بظاہر محال نظر آتا ہے۔ اللہ تعالےٰ آپ کو جنت الفردوس میں اعلےٰ مقام عطا فرمادے اور آپ کی اولاد کو بھی نیکی اور پاکیزگی کے ساتھ خدمت دین میں اپنی عمر بسر کرنے کی توفیق بخشے۔ اللّٰھم آمین۔

خاکسار
محمد صدیق صدر عمومی صدر انجمن احمدیہ
ربوہ

لکھنؤ

حضرت نواب محمد عبد اللہ خان صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی وفات حسرت آیات کی خبر سن کر تمام احباب جماعت احمدیہ کو سخت صدمہ ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت نواب صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات دوسرے صدمہ کا موجب ہوئی۔ ایک تو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان کی شمع کا ہمارے اندر سے اُٹھ جانا۔ دوسرے سلسلہ کے جلیل القدر اور نامور بزرگ کا وفات پا جانا بہت بڑا قومی صدمہ ہے۔

جماعت احمدیہ لکھنؤ خصوصیت کے ساتھ محترمہ مکرمہ نواب امۃ الحفیظ صاحبہ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب۔ حضرت مرزا شریف احمد صاحب اور حضرت نواب صاحب مرحوم کے جملہ لواحقین کے رنج و غم میں برابر کی شریک ہے گہری ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے دعا گو ہے کہ اللہ تعالےٰ تبارک تعالےٰ حضرت نواب صاحب مرحوم کو اپنے قرب میں جگہ دے اور جنت الفردوس میں اعلےٰ سے اعلےٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین۔

خاکسار مصلح الدین احمد مبلغ سلسلہ مقیم لکھنؤ

موسیٰ بنی مائینز

حضرت نواب محمد عبد اللہ خانصاحب مرحوم رضی اللہ عنہ کی وفات حسرت آیات کی خبر جماعت احمدیہ موسیٰ بنی مائینز میں انتہائی صدمہ اور رنج کے ساتھ سنی گئی۔ اور تمام افراد جماعت نے مسجد میں جمع ہو کر نماز جنازہ غائب ادا کی۔ اور حسب تعزیتی قرارداد پاس کی گئی

جماعت احمدیہ موسیٰ بنی مائینز کا یہ ہنگامی اجلاس حضرت نواب محمد عبد اللہ خان صاحب مرحومؓ کی وفات کے صدمہ پر خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خاندان حضرت نواب محمد علی خان صاحب مرحومؓ سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ۔ نوابزادہ محترم میاں عباس احمد خان صاحب اور آپ کے جملہ برادران و ہمشیرگان نیز حضرت میاں بشیر احمد صاحب حضرت میاں شریف احمد صاحب۔ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کے ساتھ دلی ہمدردی اور تعزیت کا اظہار کرتا ہے اور دعا ہے کہ مولا کریم حضرت نواب صاحب مرحومؓ کو اپنے قرب جوار سے نوازتے ہوئے جنت النعیم کے اعلےٰ مقام میں جگہ دے۔ آمین ثم آمین

اور حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ آپ کے صاحبزادگان و صاحبزادیوں اور دیگر پسماندگان کو مولا کریم صبر جمیل عطا فرماتے ہوئے ان کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین اللّٰھم آمین۔

خاکسار سید محمد موسےٰ مبلغ سلسلہ احمدیہ
مقیم موسیٰ بنی مائینز

چندہ جلسہ سالانہ کی سو فیصدی ادائیگی جلسہ سے قبل ضروری ہے

موجودہ مالی سال کے پانچ ماہ گذر چکے ہیں اور جلسہ سالانہ میں صرف دو ماہ باقی ہیں۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ سب جماعتوں کا چندہ جلسہ سالانہ اب تک مرکز میں پہنچ جاتا تاکہ جلسہ سالانہ سے قبل انتظامات بسہولت ہو سکتے۔ لیکن تا حال کئی جماعتوں کی طرف چندہ جلسہ سالانہ کا بقایا ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے چندہ جلسہ سالانہ کی ادائیگی قبل از جلسہ کی بار بار تاکید فرمائی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ

"پہلے تو میں کہنا چاہتا ہوں کہ چندہ جلسہ سالانہ کے متعلق متواتر کئی سالوں سے دیکھا گیا ہے کہ جو جماعتیں شروع سال میں چندہ دیتی ہیں وہ تو دیدیتی ہیں اور جو شروع میں نہیں دیتیں ان کے ذمہ بقایا رہ جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے ہمارے سالانہ بجٹ کو نقصان پہنچتا ہے۔ اور ان کے ذمہ بعض دفعہ دو سال کا چندہ اکٹھا ہو جاتا ہے۔ حالانکہ جلسہ سالانہ کا چندہ ایک ایسی چیز ہے جس کے دینے کا ہمارے ملک میں سالہا سال سے رواج چلا آیا ہے۔ جلسہ سالانہ ایک اجتماع کا موقعہ ہے اور اجتماع کے موقعہ پر ہمارے ملک میں لوگوں کی عادت ہے کہ کچھ نہ کچھ امداد ضرور کرتے ہیں۔"

پھر فرمایا کہ

"پس پہلے تو میں یہ تحریک کرتا ہوں کہ جلسہ سالانہ کا چندہ جمع کرنے میں درستی سے کام لیں تاکہ جلسہ سالانہ پر آنے والے مہمانوں کے لئے پہلے سے انتظام کیا جا سکے۔ اصل میں تو چندہ جلسہ سالانہ سال کے شروع میں ہی دینا چاہیئے۔ کیونکہ اگر جنس اس وقت پر خرید لی جائیں تو ان پر بہت خرچ آتا ہے۔"

پھر فرمایا کہ

"چندہ جلسہ سالانہ کی سو فیصدی وصولی جلسہ سے قبل ہونی چاہیئے۔"

جملہ عہدیداران مال، صدر و امراء صاحبان اور مبلغین کرام کی خدمت میں درخواست ہے کہ سب تعاون فرما کر جماعتوں کا چندہ جلسہ سالانہ جلد از جلد وصولی بھجوا کر ممنون فرمادیں۔

ناظر بیت المال قادیان

تذکرہ صحابہ مسیح موعودؑ

حضرت مولوی سید نیاز حسین صاحب رضی اللہ عنہ کے مختصر حالاتِ زندگی

از مکرم سید غلام احمد صاحب احمدی کٹکی آڈیٹر جماعت احمدیہ سونگھڑہ

خاکسار کے والد مرحوم حضرت مولوی سید نیاز حسین صاحب رضی اللہ عنہ ایک نہایت بلند پایہ شخصیت کے بزرگ تھے ۱۸۹۶ء میں اڑیسہ میں احمدیت کے آدم حضرت مولوی سید عبدالرحیم صاحب رضی اللہ عنہ حیدرآباد دکن سے اپنے وطن سونگھڑہ ضلع کٹک میں احمدیت کا پیغام لے کر تشریف لائے۔ حضرت مولوی صاحب رضی اللہ عنہ علمیت نیکی تقویٰ اور طہارت و شہرت کی وجہ سے اہلِ سونگھڑہ میں خاص شہرت کے مالک تھے جب وطن پہونچے تو اطراف و جوانب سونگھڑہ کے لوگ جوق در جوق آپ کی زیارت اور ملاقات کے لئے مولوی صاحب رضؓ کے مکان پہونچے۔ مولوی صاحب رضی اللہ عنہ کے خالو حضرت مولوی سید عبدالستار صاحب رضی اللہ عنہ بھی آپ کی زیارت کیلئے پہنچے۔ خاکسار کے والد مرحوم حضرت مولوی سید نیاز حسین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی باہر کے مقام پر گئے ہوئے تھے واپسی پر جب مولوی صاحب کی آمد کی خبر سنی فوراً چل پڑے۔ راستہ میں حضرت مولوی عبدالستار صاحب رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہو گئی۔ مولوی عبدالستار صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کی بشارت جو کہ آپ حضرت مولوی صاحبؓ سے سن چکے تھے والد صاحب رضی اللہ عنہ کو سنائی۔ تو جھٹ حضرت والد صاحبؓ اپنی مومنانہ فراست کی وجہ سے بول اٹھے۔ کہ اگر عبدالرحیم کہتا ہے تو ضرور سچا ہوگا" یہ بے تکلفانہ الفاظ والد مرحوم کی مولوی صاحبؓ سے خاص عقیدت کی بنا پر تھے) اور آمنا و صدقنا کہا۔ چونکہ آپؓ حضرت مولوی صاحب کے بچپن سے ہی تقویٰ، طہارت اور صداقت کے قائل ہو چکے تھے اس لئے مان گئے۔ جن دو آم کے درخت کے نیچے حضرت مسیح موعودؑ کی آمد کی بشارت سنی اسے قبولِ احمدیت کا نشان قرار دیتے کہ آپ نے تاکید ان دونوں درختوں کے نیچے کھڑے ہو کر سارا واقعہ بیان فرمایا۔ خدا کی قدرت یہ دونوں آم کے درخت اس وقت تک زندہ کھڑے ہیں اور کثرت سے پھل دے رہے ہیں۔ حضرت مولوی عبدالرحیم صاحب رضی اللہ عنہ سے مل کر آپ پر احمدیت کی صداقت ظاہر ہو گئی۔ مزید تحقیقات کے لئے ۱۹۰۲ء میں اپنے دو حقیقی بھائی حضرت مولوی سید اکرام الدین صاحب و حضرت مولوی سید ضیاء الحق صاحبؓ کے ہمراہ قادیان تشریف لے گئے۔ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت اور دستی بیعت و صحبت سے مشرف ہوئے۔ حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونے کی وجہ سے حضور کی سیرۃ کا گہرا نقشہ آپ کے دل و دماغ پر تھا۔ اس کے بعد آپ احمدیت میں ایسے رنگ میں رنگین ہو گئے۔ اور پاک تبدیلی پیدا کر لی کہ اپنے تو اپنے بیگانے بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہے۔ آپ کی زندگی کے بعض واقعات نہایت معنی خیز سبق آموز ہیں۔ آپ نے بیعت کرنے کے بعد اپنے آپ کو انانیت اور ذات کو بالکل مٹا کر رکھ دیا۔ متکبرانہ رنگ ہرگز نہ تھا۔ صرف دنیا کی بے ثباتی کا ثبوت اپنی بے نیازی اور سادگی کے عملی نمونہ سے پیش کرتے تھے۔ آپ کا منتہائے نظر صرف آخرت اور اس کی خوشیاں تھیں۔ اس دنیا میں حقیقتاً ایک مسافرانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ سے لو لگا کر آخرت پر ساری امیدیں باندھے بیٹھے تھے۔

حضرت والد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کا بہت ذکر کرنے والے عابد انسان تھے۔ ہم نے جلوت و خلوت میں بیسیوں مرتبہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر ایسے والہانہ انداز سے کرتے سنا۔ کہ جو ایک مخلص اور سچے عاشق کے بغیر کوئی نہیں کر سکتا۔ اور جب کسی سے ایمان افزاء واقعہ سنتے تو خوشی سے آپ کا چہرہ چمک اٹھتا۔ دین کے لئے اور شعائر اسلام کے لئے آپ مجسم غیرت تھے۔ نماز باجماعت کا پورا تعہد کے ساتھ التزام کرتے تھے۔ تہجد نیز تہجد بھی آپ کی عادت میں داخل تھا۔ اور تصوف کے رنگ میں زندگی بسر کرنا آپ کا محبوب مشغلہ تھا۔ آپ نہایت رحم دل اور مسکین صورت انسان تھے۔ دل کی صفائی اور اپنی عقیدت و اخلاص کی وجہ سے نوری حلول میں تھے دنیا دار کی آنکھ اسے نہیں دیکھتی لیکن متقی مومن کی فراست اسے دیکھتی ہے پہچان لیتی تھی۔ خدا کی رضا کے لئے آپکو اپنے عزیز رشتہ داروں سے قطع تعلق کر لینا نہایت آسان تھا۔ طبیعت میں فروتنی اور خاکساری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ دعاؤں پر آپ کو کامل یقین اور وثوق تھا۔ سلسلہ کے خادموں سے آپ کو طبعی انس تھا۔ اور ہمیشہ قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ فارسی کے بہت بڑے فاضل تھے۔ اور فارسی سے بڑا محبت اور دلچسپی تھی۔ مثنوی مولانا روم کے ساتھ بہت انس تھا درثمین فارسی اور دُرِّ مکنون بہت پڑھا کرتے تھے۔ اور ہم بچوں کو زبانی یاد کرایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ بھری مجلس میں درثمین فارسی کے چند اشعار کی تفسیر ایسے رنگ میں بیان فرمائی کہ اڑیسہ میں ہمارے فارسی کے بڑے مایہ ناز عالم حضرت مولانا مولوی سید عبدالحلیم صاحب مرحوم وجد میں آ گئے۔ دعاؤں پر آپ کو یقین اور وثوق تھا کہ چلتے پھرتے رب کل شیٔ خادمک پڑھتے رہتے۔ درود شریف کثرت سے پڑھتے یا حفیظ یا عزیز یا رفیق کا اکثر ورد کرتے۔ غرض آپ نے اپنی عملی زندگی میں دکھلا دیا کہ ایک شخص حضرت اقدس علیہ السلام کے ساتھ تعلق پیدا کر کے اپنی زندگی میں حیرت انگیز تبدیلی پیدا کر سکتا ہے بار ہا پُر محبت آمیز پیرایہ میں نصیحت کرتے ہوئے کہتے کہ معلوم نہیں تم لوگ میری باتوں کو کس رنگ میں سنو یا دیکھو لیکن میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ جو بات کہنے کی ہو کہہ دی ہے۔

حضرت والد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کے بعد جب وطن آ رہے تھے۔ سلسلہ کے اشد ترین دشمن حافظ احمد اللہ ـــــ امرتسر میں درغلانا چاہا۔ اور آپ کے ہمراہ حضرت مولوی سید ضیاء الحق صاحبؓ سے بھی سخت کلامی پر اتر آیا۔ یہ دیکھتے ہوئے والد صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے ہمراہی حضرت مولوی ضیاء الحق صاحبؓ کو اپنی اڑیہ زبان میں احسن پیرایہ میں ایسے دشمن سلسلہ سے کلام ترک کرنے کی نصیحت کرتے ہوئے باز رکھا۔ اخبارات سلسلہ بدر اور الحکم کے باقاعدہ خریدار تھے۔ اور التزام کے ساتھ پڑھا کرتے تھے اور حفاظت کے ساتھ فائل رکھا کرتے آپ کا خط اعلیٰ درجہ کا خوشخط تھا وفات کے وقت آپ کی عمر ۷۲ سال کی تھی۔ آپ کی اولاد میں صرف ہم دو بھائی مکرم مولوی سید غلام محمد صاحب اور خاکسار خادم ہے۔

احباب اور بزرگانِ سلسلہ سے درخواست دعا ہے کہ مولا کریم آپ کے درجات بلند کرے۔ اور اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمادے۔ اور ہمیں آپ کے نیک نمونہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہمیں ہر بلا و شر سے محفوظ رکھ کر سلسلہ کی خدمات کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

شکرانہ فنڈ

انسان کا قاعدہ ہے کہ مختلف خوشی کی تقاریب پر مثلاً نکاح کے موقع پر، شادی پر، بچہ کی پیدائش پر، مکان کی تعمیر پر، کامیابی امتحان کے موقع پر، حادثات سے محفوظ رہنے اور غموں سے نجات پانے کے موقع پر اللہ تعالیٰ کے حضور شکرانہ کے طور پر کچھ نہ کچھ نذرانہ پیش کرتا ہے۔

احباب کرام ایسے مواقع پر محاسب صاحب قادیان کے نام شکرانہ فنڈ میں کچھ نہ کچھ بھجوا کر اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے والے بنیں۔

ناظر بیت المال قادیان

منقولات

خاتَم کے معنٰے

علیگڑھ سے شائع ہونے والے انجمن ترقی اردو ہند کے مشہور اخبار "ہماری زبان" مجریہ ۲۲ ۶ ۶۱ میں عنوان بالا سے بعض مفید حوالہ جات پر مشتمل ایک مختصر مضمون شائع ہوا ہے۔ جسے افادۂ احباب کی خاطر ذیل میں نقل کیا جاتا ہے:۔

خاتَم کے معنٰے بعض لوگ لفظ خاتَم کے معنی ختم اور بند کرنے کے کرتے ہیں۔ حالانکہ خاتَم کا لفظ ختم اور بند کرنے کے معنوں میں کبھی استعمال نہیں ہوا۔ اس کے معنی صرف مُہر اور انگوٹھی ہیں۔ لفظ خاتَم کے حقیقی معنوں اور استعمال کی چند مثالیں درج ذیل کی جاتی ہیں:۔

میر محمد تقی میر دہلوی فرماتے ہیں ؎

ہم جاہ و حشم یاں کا کیا کہیے کہ کیا جانا

خاتَم کو سلیماں کے انگشتر پا جانا

(رسالہ تذکیر و تانیث یعنی مشہور بہ مفید الشعراء صفحہ ۵۹)

میرزا اسد اللہ بیگ خاں غالب دہلوی فرماتے ہیں ؎

سلطنت دست بدست آئی ہے

جامِ جم خاتمِ جمشید نہیں

(نظم اردو مؤلفہ مولوی سید قائم رضا نسیم امروہوی صفحہ ۱۳۸)

سید انشاء اللہ خاں انشاؔ دہلوی فرماتے ہیں ؎

دیکھو اس کی پڑی خاتَم یاقوت میں انگلی

ہاروت نے کی دیدۂ ماروت میں انگلی

(خلاصۂ آبِ حیات آزاد صفحہ ۴۶ تیار کردہ مصور جذبات آغا حیدر رحمت خاں حیدر آبادی)

شمس العلماء مولانا خواجہ الطاف حسین حالیؔ پانی پتی مرثیۂ مرزا غالب میں لکھتے ہیں ؎

لو نہ اک مشتِ خاک کے بدلے

گر ملے خاتمِ سلیمانی

(ادب اردو مؤلفہ خان بہادر مولوی ادریس احمد بی۔ اے۔ ایس۔ سی حصۂ چہارم صفحہ ۲۰)

شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی اپنی کتاب موازنۂ انیس و دبیر صفحہ ۲۹ پر لکھتے ہیں:۔

"غالب اور ذوق جو خاتم الشعراء ہیں۔ ان کے ہاں وہ الفاظ بے تکلف ملتے ہیں جن کو شیخ ناسخ مدتوں سے چھوڑ چکے ہیں۔"

نسیم لکھنوی کہتے ہیں ؎

بدلے کی انگوٹھی ڈھیلی پائی

دست آویز اسکے ہاتھ آئی

خاتَم تھی وہ نام کی نشانی

انسان کی دستبرد جانی

ہاتھوں کو ملا کیا کہ ہیہات

خاتَم بھی بدل گیا ہے بدذات

(نوائے ادب صفحہ ۳۱ مؤلفہ و مرتبہ پروفیسر محروم دہلوی)

منشی سرور جہاں آبادی کہتے ہیں ؎

جگمگاتا نہ شبِ تار میں جگنو ہوکر

کاش رہتا مری خاتَم کا نگیں ہوکر

(نوائے ادب صفحہ ۳۲ مذکورہ)

ان سب حوالہ جات سے لفظ خاتَم کا صحیح استعمال ظاہر ہوتا ہے۔ جو افضلیت اور کمال پر دلالت کرتا ہے۔

(مسعود احمد انیس نشاط بھاپوری)

درخواست دعا۔ میرا چھوٹا بھائی ربوہ میں چند ماہ سے بیمار چلا آرہا ہے۔ اور باوجود علاج معالجہ کے پوری طرح شفا نہیں ہوئی۔ جس کی وجہ سے بہت تشویش ہو رہی ہے۔ تمام احباب جماعت اور درویشان قادیان اس کی کامل شفا پانے کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔　　خاکسار منظور احمد چیمہ درویش ناصر آبادی قادیان

نہ بذلِ مال در راہش کسے مفلس نمے گردد
خدا خود مے شود ناصر اگر ہمت شود پیدا

(حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مندرجہ بالا شعر کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ خدا کی راہ میں مال خرچ کرنے سے کوئی مفلس نہیں ہو جایا کرتا۔ اگر ہمت کی جائے تو خدا تعالیٰ خود ہی مددگار بن جاتا ہے۔ مالی قربانیوں کی اہمیت کے متعلق مزید فرمایا۔ کہ:۔

"یہی وقت خدمت گذاری کا ہے۔ پھر بعد میں اس کے وہ وقت آتا ہے کہ ایک سونے کا پہاڑ اس راہ میں خرچ کریں تو اس وقت کے پیسے کے برابر نہیں ہوگا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

تم دو چیزوں سے محبت نہیں کر سکتے۔ اور تمہارے لئے ممکن نہیں کہ مال سے بھی محبت کرو اور خدا سے بھی۔ تم صرف ایک سے محبت کر سکتے ہو۔ پس خوش قسمت وہ شخص ہے کہ خدا سے محبت کرے۔ اور اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی۔ کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے۔ جو شخص خدا کے لئے ایک حصہ مال کا چھوڑتا ہے وہ ضرور اسے پائے گا۔ جو شخص مال سے محبت کر کے خدا کی راہ میں وہ خدمت بجا نہیں لاتا جو بجا لانی چاہیئے تو وہ ضرور اس مال کو کھوئے گا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اگر تم اس قدر خدمت بجا لاؤ کہ اپنی غیر منقولہ جائیدادوں کو اس راہ میں بیچ بھی دو پھر بھی ادب سے دور ہے کہ تم خیال کرو کہ ہم نے کوئی خدمت کی ہے۔"

اب احباب جماعت احمدیہ ہندوستان دیکھیں کہ کیا ہماری مالی قربانیاں اس معیار پر پوری اترتی ہیں۔ جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمایا ہے؟ اگر نہیں تو پھر تاخیر کیوں ہے؟ جلدی کریں اور اپنے عمل سے اس معیار پر پہنچیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس معیار کے مطابق مالی خدمات دینیہ کی توفیق دے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

پروگرام دورہ مکرم بابو محمد یوسف صاحب انسپکٹر بیت المال

گذشتہ سالوں کی طرح امسال بھی جماعت ہائے احمدیہ کشمیر کا دورہ مرکزی وفد کے ذریعہ کرایا جا رہا ہے۔ جس کا پروگرام کو شائع ہو چکا ہے نظارت دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے شائع کروایا گیا ہے۔ اس وفد میں مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ کے علاوہ مکرم بابو محمد یوسف صاحب آف جموں بھی بطور انسپکٹر بیت المال شامل ہوں گے۔ عہدیداران جماعتہائے احمدیہ کشمیر سے درخواست ہے کہ وہ تشخیص بجٹ، معائنہ حسابات، وصولی بقایاجات اور دیگر جملہ مالی امور میں مکرم بابو محمد یوسف صاحب سے پورے طور پر تعاون فرمائیں۔ تاکہ دورہ زیادہ سے زیادہ مفید اور نتیجہ خیز ثابت ہو سکے۔

اللہ تعالیٰ تمام احباب جماعت اور عہدیداران کو بہتر رنگ میں خدمت کی توفیق بخشے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

وصایا

ذیل کی وصایا منظوری سے قبل شائع جا رہی ہیں تاکہ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے اعتراض ہو تو وہ دفتر بہشتی مقبرہ کو ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

نمبر ۱۳۲۸۵ منکہ شکیلہ اختر بنت میاں محمد صدیق صاحب قوم شیخ پیشہ خانہ داری عمر ۲۲ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۲۸ کولوٹولہ سٹریٹ ڈاکخانہ کلکتہ ضلع کلکتہ صوبہ مغربی بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۸ اپریل ۱۹۶۱ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیداد حسب ذیل ہے۔

۱۔ کلکتہ میں ایک مکان کا نصف حصہ قیمت اندازاً ۶ ہزار روپیہ
۲۔ زیورات طلائی قیمتی اندازاً ۶ ہزار روپیہ
میزان ۱۲ ہزار روپیہ

میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی اور جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز قادیان کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل خزانہ یا حوالہ کرکے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہائی کر دی جائیگی۔ مجھے کرایہ وغیرہ سے تخمینہ ۱۲۰/- تیس روپیہ ماہوار آمد ہوتی ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی دسواں حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں داخل کرتی رہوں گی۔ حق مہر اپنے خاوند سے پا چکی ہوں۔ الامتہ شکیلہ اختر۔ گواہ شد محمد صدیق بانی والد موصیہ ۲۸ کولوٹولہ کلکتہ گواہ شد منیر احمد برادر موصیہ ۲۸ کولوٹولہ کلکتہ۔ گواہ شد زبیدہ بیگم والدہ موصیہ ۲۸ کولوٹولہ کلکتہ۔

نمبر ۱۳۲۸۶ منکہ ناصرہ یاسمین بنت میاں محمد صدیق صاحب قوم شیخ پیشہ خانہ داری عمر ۱۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۲۸ کولوٹولہ سٹریٹ ڈاکخانہ کلکتہ ضلع کلکتہ صوبہ مغربی بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۸ اپریل ۱۹۶۱ء کو حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیداد حسب ذیل ہے۔

۱۔ کلکتہ میں ایک مکان کا نصف حصہ قیمت اندازاً ۶ ہزار روپیہ
۲۔ زیورات طلائی قیمتی اندازاً ۶ ہزار روپیہ
میزان جملہ بارہ ہزار روپیہ

میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی اور جائیداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے بعد جسقدر جائیداد ثابت ہوگی۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم یا جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہائی کر دی جائیگی۔ مجھے کرایہ وغیرہ سے ماہوار مبلغ تخمینہ ۱۲۰/- روپیہ ماہوار آمد ہوتی ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد جو بھی ہوگی اس کا دسواں حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں داخل کرتی رہوں گی۔ الامتہ ناصرہ یاسمین۔ گواہ شد محمد صدیق احمد صاحب بانی والد موصیہ ۲۸ کولوٹولہ سٹریٹ کلکتہ گواہ شد زبیدہ بیگم والدہ موصیہ ۲۸ کولوٹولہ کلکتہ۔ گواہ شد منیر احمد برادر موصیہ۔

نمبر ۱۳۲۸۷ منکہ حمید احمد ولد محمد خواجہ صاحب مرحوم پیشہ تجارت عمر ۴۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن حیدر آباد ڈاکخانہ حیدر آباد ضلع حیدر آباد صوبہ آندھرا پردیش بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۲/۵/۶۱ کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت ماہوار آمد ۳۰۰/- روپیہ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں۔ تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط المرقوم ۲۲ مئی ۱۹۶۱ء

العبد حمید احمد اردو گلی ترپ بازار حیدر آباد دکن۔ گواہ شد حکیم محمد دین مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ جوبلی ہال افضل گنج حیدر آباد دکن ۲۴/۵/۶۱ گواہ شد مرزا احمد اللہ خاں مکان ۱۲۸ ریذیڈنسی حیدر آباد دکن۔

نمبر ۱۳۲۸۸ منکہ سید محمد عقیل ولد سید محمد اسمٰعیل مرحوم قوم سید پیشہ پنشنر عمر ۸۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۳ء ساکن حیدر آباد دکن ڈاکخانہ خاص ضلع حیدر آباد صوبہ آندھرا پردیش بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج تاریخ ۲۸/۵/۶۱ کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں ہے۔ اس وقت میری ماہوار آمد ۵۵/- پچپن روپیہ جو بطور پنشن مجھے ملتے ہیں۔ تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط المرقوم ۲۸ مئی ۱۹۶۱ء

العبد سید محمد عقیل نزہت نگر مکان ۵-۲-۱۵ حیدر آباد دکن ۲۸/۵ گواہ شد خاکسار حکیم محمد دین مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم احمدیہ جوبلی ہال افضل گنج حیدر آباد دکن۔ گواہ شد محمد عبد الحی (موصی) سیکرٹری لوکل فنڈ جماعت احمدیہ مقیم رشید بیڑی فیکٹری جلال کوچہ حیدر آباد دکن

نمبر ۱۳۲۸۹ منکہ سارہ بیگم زوجہ محمد احمد صاحب غوری قوم شیخ پیشہ خانہ داری عمر ۴۲ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن حیدر آباد دکن ڈاکخانہ حیدر آباد صوبہ آندھرا پردیش بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۷/۵/۶۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری اس وقت کوئی آمد نہیں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔

(الف) جائیداد طلائی (۱) چندن ہار ۱۵ تولہ (۲) نیکلس ۴ تولہ (۳) کڑے ۱ جوڑی ۸ تولہ (۴) بالی دو جوڑی ۱ تولہ (۵) انگوٹھی چھ عدد نیم تولہ (۶) چوڑیاں آٹھ عدد ۸ تولہ۔ کل زیور طلائی چالیس تولہ (۴۰) جس کی موجودہ قیمت ۱۳۵/- روپیہ فی تولہ کے حساب سے ۵۴۰۰/- روپیہ ہے (ب) علاوہ ازیں زر مہر مبلغ ۱۱۰۰/- روپیہ ہے۔ ان دونوں کی مجموعی قیمت ۶۵۰۰/- روپے ہے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں

(۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد حصہ وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت سے منہا کر دی جائے گی۔ (۳) اگر اس کے بعد کوئی جائیداد اور پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ہوگی۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ المرقوم ۱۷ مئی ۱۹۶۱ء

الامتہ سارہ بیگم۔ گواہ شد حکیم محمد دین مبلغ سلسلہ احمدیہ مقیم احمدیہ جوبلی ہال افضل گنج حیدر آباد دکن۔ گواہ شد محمد معین الدین احمدی جنتہ کنٹہ ضلع محبوب نگر حیدر آباد دکن۔

نمبر ۱۳۲۹۰ منکہ مسمی محمد اسحٰق تنویر ولد محمد عبد الرحیم صاحب مرحوم قوم شیخ پیشہ طالب علمی عمر تقریباً ۲۲ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن چار مینار ڈاکخانہ حویلی ضلع حیدر آباد دکن صوبہ آندھرا پردیش بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۶/۴/۶۱ کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت کوئی منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد نہیں اور نہ کوئی مستقل آمدنی ہے البتہ بارہ روپے پچاس نئے پیسے ماہوار رفاہی وظیفہ منجانب حکومت آندھرا پردیش ملتا ہے میں اس موجودہ ماہوار آمدنی کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں اور وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ بھی کوئی آمدنی یا جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر یہ وصیت حاوی ہوگی۔ اور میری وفات کے بعد جس قدر زر و زمین یا کسی اور صورت میں ثابت ہو اس کی بھی ۱/۱۰ حصہ کی میں بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین۔ فقط والسلام

العبد محمد اسحٰق تنویر احمدی عفی عنہ آر۔ ایم۔ او کوارٹر دواخانہ یونانی چار مینار حویلی حیدر آباد دکن۔ ۱۴/۴/۶۱ ۔ گواہ شد حکیم محمد دین صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم احمدیہ جوبلی ہال افضل گنج حیدر آباد ۱۶/۴/۶۱ ۔ گواہ شد محمد خاں قائد مجلس خدام الاحمدیہ حیدر آباد دکن مکان ۵-۵-۵۱۲

زکوٰۃ

زکوٰۃ اس لئے دی جاتی ہے۔ تا اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچی محبت اور حقیقی تعلق پیدا ہو۔ اس کی رضا جوئی اور محبت میں استقامت پیدا ہو۔ ایثار و قربانی کا جذبہ بڑھے۔ اور حرص و بخل کی بیخ کنی ہو۔

زکوٰۃ دینے سے اموال میں کمی نہیں آتی بلکہ ادائیگی زکوٰۃ اموال کو بڑھاتی اور تزکیہ نفوس کرتی ہے۔

جن احباب کو اللہ تعالیٰ نے صاحب نصاب بنایا ہے۔ وہ اس فریضہ کی ادائیگی کی طرف توجہ فرماویں۔

ناظر بیت المال قادیان

خبریں

بیروت ۔ یکم اکتوبر ۔ گذشتہ جمعرات کے روز مورخہ ۲۸ ستمبر کو شامی فوجوں نے صدر ناصر کی حکومت کے خلاف عظیم بغاوت بلند کر کے متحدہ عرب جمہوریہ سے شام کے صوبے کو الگ کئے جانے کا اعلان کر دیا۔ شامی اسمبلی کے سابق سپیکر ڈاکٹر مامون کزبری کی قیادت میں ایک کابینہ قائم کی گئی ہے ۔ نئی کابینہ میں نئے وزراء میں اکثر صدر ادیب شیشاکلی کے دور حکومت میں خدمات انجام دے چکے ہیں ۔ جنرل ادیب شیشاکلی ان دنوں برطانیہ اور فرانس میں جلاوطنی کی زندگی گذار رہے ہیں۔ ۱۹۵۸ء میں صدر ناصر شام اور مصر کو ملا کر متحدہ عرب جمہوریت کا قیام عمل میں لائے تھے ۔ جو اس بغاوت کے نتیجے میں ختم ہو گیا ۔

امرتسر ۔ یکم اکتوبر ۔ اکالی لیڈر ماسٹر تارا سنگھ نے آج سہ پہر کیلوں کا رس پی کر اپنا ۴۷ روزہ برت ختم کر دیا۔ آج ماسٹر تارا سنگھ کے برت کا ۴۸ واں دن تھا ۔ ادھر مرکزی حکومت نے برت ختم کرنے کے بعد اعلیٰ اختیارات کا کمیشن مقرر کرنے کے فیصلہ کا اعلان کیا۔ تاہم کمیشن کے ممبران کے ناموں کا اعلان دو تین ہفتہ تک ہوگا۔ اس وقت تک ماسٹر تارا سنگھ کی صحت بھی بحال ہو جائے گی۔ تاکہ وہ کمیشن کے کام میں امداد دے سکیں ۔

چنڈی گڑھ ۲ اکتوبر ۔ پردھان منتری پنڈت نہرو نے آج دسیع راجندر پارک میں بھاری اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے دیش واسیوں سے اپیل کی کہ وہ فرقہ پرستی صوبائی تعصب بھاشائی جنون اور ذات پات کے امتیازات کے چیلنج کا جرأت اور مضبوطی سے مقابلہ کر کے دیش کے اتحاد کو مضبوط بنائیں اور قومی یکجہتی لانے کے لئے بھرپور کوششیں کریں آپ پنجاب میں پنچائتی راج کا رسمی افتتاح کر رہے تھے اس موقع پر ہزارہا پنچ سرپنچ اور بلاک کمیٹیوں کے ممبر بھی موجود تھے اور خوشحالی کی راہ میں یہ ایک بھاری رکاوٹ حائل ہے ۔ اور قومی اتحاد اور خوشحالی کی منزل کی جانب پیشقدمی کرنے کے لئے اسے گرانا ضروری ہے ۔ یہ دیوار اب مسمار ہونی شروع ہو گئی ہے ۔ اور اس نے اب تک اس دیش میں آ رہے عظیم انقلاب کی رفتار کو مدھم کر رکھا تھا ۔ اس انقلاب کا مقصد سارے سماجی نظام میں تبدیلی لا کر ملک کے مستقبل کو روشن بنانا ہے ۔ ہم اس دیوار کو مکمل طور پر مسمار کرنے کا تہیہ کئے ہوئے ہیں کیونکہ یہی دیوار ماضی میں بھی ہندوستان کی کمزوری کا باعث بنی رہی ۔ شری نہرو نے بھاشائی جھگڑے کا خاص طور پر ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اگر انہیں بروقت نہ روکا گیا تو اس سے علیحدگی پسندی کے رجحان کو بڑھاوا ملے گا ۔ ہم ملک کے آئین میں مندرج چودہ زبانوں کو پوری طرح سے ترقی دینا چاہتے ہیں ۔ مگر یہ بھی سمجھ لینا چاہیئے ۔ کہ ہندی بھارت میں ایکتا اور یکجہتی لانے والی قوت ہے ۔ یہ سارے ملک میں رابطہ کا ذریعہ ہے ۔ پنجاب کے بھاشائی مسئلہ کا ذکر کرتے ہوئے پردھان منتری نے کہا کہ ہندی اور پنجابی میں کوئی جھگڑا نہیں ہے پنجابی غالب بھاشا ہے ۔ اور ہندی کچھ حصوں یعنی ہریانہ پرانت کی بھاشا ہے ۔ وہاں ہندی کے لئے انتظامات ہونے چاہئیں لیکن وہاں پنجابی بھی سمجھی جاتی ہے ۔ ہر شخص کو پنجابی بھی پڑھنی چاہیئے ۔

چنڈی گڑھ ۲ اکتوبر ۔ پنجاب کے مکھیہ منتری سردار پرتاپ سنگھ کیروں نے آج یہاں پنچائت راج کی افتتاحی میٹنگ میں پردھان منتری شری نہرو کا سواگت کرتے ہوئے کہا کہ پنچائت راج گاندھی جی کے خواب کی تعبیر ہے ۔ انہوں نے ہمیں راستہ دکھایا جس پر شری نہرو نے ہماری رہنمائی کی ۔ اگر پنچائتوں نے صحیح ڈھنگ سے کام کیا تو وہ دیہات کو سورگ میں بدل لیں گی ۔ انہوں نے کہا کہ افسروں کا گورنمنٹ ہی کا رویہ بدل گیا ہے اور اب وہ تعاون کرتے ہیں ۔ میں چاہتا ہوں کہ پنجاب سخت محنت کر کے دیش میں پہلا مقام حاصل کرے ۔ انہوں نے کہا کہ حکومت دیہاتی علاقوں میں اختیارات بنیادی جمہوریتوں کو منتقل کر رہی ہے ۔ تاکہ دیہات کی اقتصادی اور سماجی ترقی ہو سکے ۔

نئی دہلی ۲ اکتوبر ۔ آج دیش بھر میں گاندھی جینتی کی تقاریب منائی گئیں ۔ دہلی میں صبح پربھات پھیریاں نکالی گئیں ۔ راج گھاٹ پر پرارتھنا سبھا ہوئی ۔ اور کتائی یگیہ کا پروگرام ہوا ۔ راج گھاٹ پر یکم اکتوبر سے کتائی شروع ہوئی تھی ۔ اور یہ چھ اکتوبر تک جاری رہیگی ۔ پرارتھنا سبھا میں جو ۷ بجے صبح ہوئی ۔ آج راشٹرپتی ڈاکٹر راجندر پرشاد نے بھی حصہ لیا ۔ وزیر داخلہ شری لال بہادر شاستری اجتماعی کتائی میں شامل ہوئے ۔ پرارتھنا سبھا میں بھگتی کے گیت گائے گئے ۔ اور بھگوت گیتا کے شلوک اور قرآن کی آئتیں پڑھی گئیں ۔

دمشق ۲ اکتوبر ۔ سیریا کی بغاوت کے لیڈروں نے آج یہ اعلان کیا ہے کہ کرنل عبدالحمید سراج کو جو کہ سیریا میں کرنل ناصر کے داہنے ہاتھ سمجھے جاتے تھے گرفتار کر لیا گیا ہے تاکہ وہ نئی حکومت کے خلاف تخریبی سرگرمیوں میں حصہ نہ لے سکیں ۔ اس سے پہلے سیریا ریڈیو نے یہ خبر دی تھی ۔ کہ کرنل سراج دمشق میں اپنی کوٹھی میں مقیم ہیں ۔

امرتسر ۲ اکتوبر ۔ اکالی لیڈر ماسٹر تارا سنگھ جنہوں نے کل اپنا برت کھولا تھا گوردوارہ منجی صاحب میں سے اپنے گھر چلے گئے ہیں ۔ کار میں ان کے ہمراہ دو ڈاکٹر بھی تھے ۔ ڈاکٹروں کے مطابق ماسٹر تارا سنگھ نے گھر پہنچ کر قدرے سر درد اور سر میں بھاری پن محسوس کیا ۔

پروگرام دورہ تبلیغی جماعت ہائے احمدیہ کشمیر

وادی کشمیر کی جماعتوں کا تبلیغی و تربیتی دورہ سال گذشتہ کی طرح امسال بھی بتفصیل ذیل ترتیب دیا گیا ہے ۔ ان جماعتوں کے جملہ عہدیداران و احباب سے درخواست ہے کہ وہ ہر ممکن تعاون فرماتے ہوئے اس دورہ کو زیادہ سے زیادہ مفید اور کامیاب بنائیں ۔ اور مبلغین کا وفد آنے سے قبل اپنی جماعتوں میں جلسوں کے لئے جگہ اور دیگر انتظامات مکمل فرمالیں ۔ مرکز کی طرف سے مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ کلکتہ کو بھجوایا جا رہا ہے ۔ تبلیغی دورہ میں مکرم پراونشل امیر صاحب کے علاوہ مقامی مبلغین بھی اپنے اپنے علاقہ میں وفد کے ساتھ ہوں گے ۔ وفد کے قیام و طعام اور جلسوں کے انعقاد کا انتظام مقامی جماعتوں کے ذمہ ہوگا ۔ بعدر رواہ اور علاقہ جموں و پونچھ کے دورہ کا پروگرام بعد میں شائع کیا جائے گا ۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

جماعتوں میں پہنچنے کی تاریخ	آمد مقام	جماعتوں سے روانہ ہونے کی تاریخ	روانگی از مقام	
۱۵ اکتوبر	سرینگر بوقت شام	۱۷ اکتوبر	سرینگر بوقت صبح	
۱۷ " "	شورت بوقت دوپہر	۱۸ " "	شورت بعد نماز ظہر	
۱۸ " "	کنہ پورہ بعد عصر	۱۹ " "	کنہ پورہ بعد نماز ظہر	
۱۹ " "	یاڑی پورہ بوقت شام	۲۱ " "	یاڑی پورہ بوقت صبح	مورخہ ۲۰ اکتوبر جمعہ کی نماز یاڑی پورہ میں ہوگی وہاں کی شام کو کوئی پروگرام نہیں ہوگا
۲۱ " "	پیکابیر چھ بوقت چاشت	۲۲ " "	پیکابیر چھ بوقت صبح	
۲۲ " "	یاڑی پورہ بوقت دوپہر	۲۳ " "	یاڑی پورہ بوقت صبح	پیکابیر چھ سے واپسی پر ۲۳ اکتوبر کی شام کو یاڑی پورہ میں جلسہ ہوگا ۔
۲۳ " "	ماندوجن بوقت شام	۲۴ " "	ماندوجن بوقت صبح	
۲۴ " "	آسنور بوقت دوپہر	۲۶ " "	آسنور بوقت چاشت	
۲۶ " "	رشی نگر بعد "	۲۸ " "	رشی نگر بوقت صبح	مورخہ ۲۷ اکتوبر جمعہ کی نماز رشی نگر میں ادا ہوگی
۲۸ " "	شوپیاں بوقت "	۲۹ " "	شوپیاں بوقت صبح	
۲۹ " "	مانلو بوقت "	۳۰ " "	مانلو " "	
۳۰ " "	سندبندی " "	۳۱ " "	سندبراری " "	
۳۱ " "	ہاری پاری گام "	۲ نومبر	ہاری پاری گام " "	
۳ نومبر	سرینگر بوقت "	—	—	مورخہ ۳ نومبر جمعہ کی نماز سرینگر میں ادا ہوگی